جس کتاب پر مصنف کی مہر یا محمد مظہر کے قلمی دستخط نہ ہوں وہ مال مسروقہ متصور سمجھی جائیگی -

حدیث قدسی اولیائی تحت قبائی لا یعرفہم غیری

الحمد للہ کہ در وقت سعید و زمان حمید رسالہ عجالہ

از تالیفات فاضل اجل حضرت مولنا المولوی غلام قادر صاحب مرحوم ساکن بھیرہ

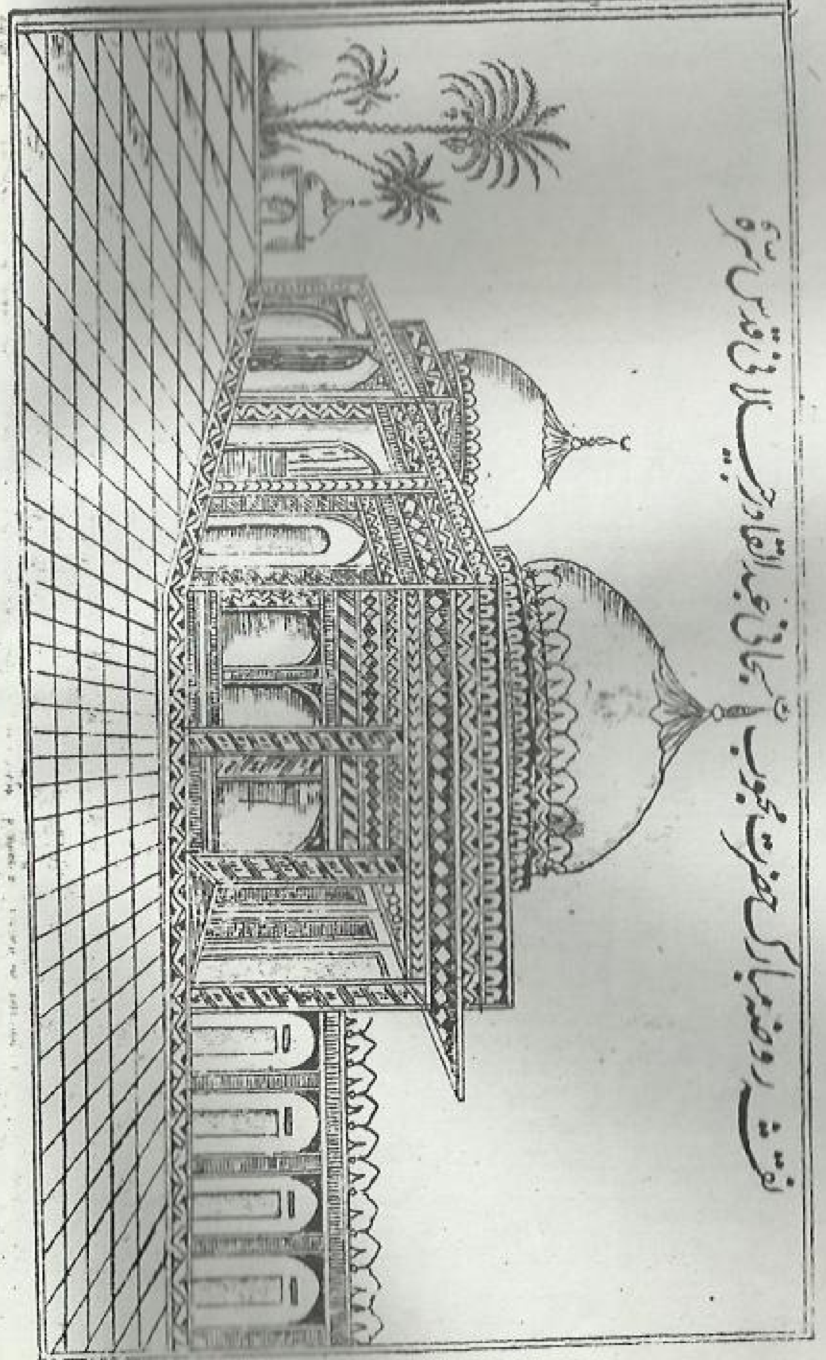
نور ربانی
فی
مدح المحبوب السبحانی

حسب فرمائش نبیرۂ عالم حقائق سبحانی و عارف ذات سبحانی مولنا المولوی حکیم عبد القادر صاحب

المعروف مولوی غلام قادر مرحوم قریشی ہاشمی حنفی بھیروی محمد مظہر عفی عنہ متولی مسجد بیگم شاہی لاہور

راحت عشق کشن ہو باہتمام لالہ ... کے

دیپک پرنٹنگ ورکس امین ہما کر بائنڈر ... چھپا



نقشہ روضۂ مبارک حضرت محبوب سبحانی عبدالقادر جیلانی قدس سرہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حمد و سپاس اُس ذاتِ پاک پروردگار پر نثار ہے جس نے اپنی کلامِ معجز نظام واسطے ارشاد کے ہر ایک گم کردہ راہ کو رشاد کو سنائی۔ اور بذریعۂ انبیائے عظام و اولیائے کرام تبیین حلال و حرام کر کے شریعت و حقیقت کی اساس محکم فرما کر بنیاد سداد کی جمائی۔ اور نعت سرورِ کائنات سید السادات خاتم الرسل ہادی السبل مقتدائے کل فی الکل حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہر فرد سعادت کا شعار ہے۔ اور جبہ سائی و خاک بوسی عتبات عالیات آلِ اطہر صاحب لولاک کی باعثِ اعزاز و افتخار ہے اور فرمان برداری فرمان روایان اقلیم دینِ متین کی جو خیر خواہ و ہوا دار و جان نثار دربار دُربار مصطفوی کے ہیں۔ عین شرافت ہوتا جاتا ہے۔ امّا بعد پس عرصہ دراز سے اس احقر العباد کے خاطر فاطر میں مرکوز تھا کہ کلمات طیبات غوث الثقلین نور المشرقین والمغربین متصرف الامور و مقلب الاعیان صاحب السر المکتوم واقف الغیب المختوم محبوب ربانی قطب صمدانی مسلم الیہ حکام التصرف فی کل قریب و دانی قدوۃ السالکین امام الصدیقین حجۃ العارفین صدر المقربین الوعظ بلسانین المنور بنورین شمس المعانی بدر المغانی السلطان السید محی الدین عبدالقادر جیلانی قدس اللہ سرہٗ کے بزبان اُردو آویزۂ گوش ہوش غلامان خدم و حشم دربار عالی کا

کردں مگر بباعث کم استطاعتی و لبضاعتی [illegible]یات و بخوف سوء ادبی قال بے محل
کے جرأت قیام اس مقام میں نہ کرسکتا تھا لیکن جب دریائے فیض اتم و کرم اعم حضور
پرنور حضرت غوثیہ عالیہ کا موج زن تھا۔ اور ایک رشحہ اُس بحر ناپیدا کنار کا اس عاجز و
کمترین کے زشتی کا مزیل ہوا یعنے ایک مقدمہ نازک جس کی تفصیل علیحدہ پرچہ میں دونگا
فقرائے محض میرے عزیزوں پر کسی مفسد نے قایم کر دکھایا تھا وہ بہ برکت توجہ و کرم حضرت
غوث الاعظم و حضرت خواجۂ خواجگان خواجہ معین الدین سنجری اجمیری قدس اللہ سرہٗ
کے ایسی طرح فیصل ہوا کہ کرامت حضرات کی عیاں ہوگئی۔ اور قبل پیشی اس مقدمہ کے
خدمت میں صاحبزادگان عالی تبار سید چن پیر صاحب جانشین و جگر پارہ جناب پیر سید
پیلہ پیر شاہ صاحب و سید امیر شاہ صاحب جانشین و جگر پارہ جناب سید پیر حیدر شاہ
صاحب بندہ نے حاضر ہو کر عرض کیا تھا کہ آپ جناب حضور انور حضرت غوثیہ عالیہ
میں التجا کرو کیونکہ اپنے جگرپارہ کی عرض پر سب سے پہلے التفات فرماتے ہیں۔ دونوں
صاحبزادوں نے تسلی و تشفی دیکر فرمایا تھا کہ دل و جان سے دربار عالی میں عرض کرینگے
اور یقین کامل ہے کہ صاحب دربار محبوب ربانی عرض منظور فرماویں گے چنانچہ
ویسا ہی ظہور میں آیا۔ علاوہ بریں جناب پیر سید امیر شاہ صاحب سے پیشتر التماس کیگئی
تھی کہ اگر آپ ایک رسالہ دربیان شان حضرت غوثیہ عالیہ چھپوائیں تو نہایت
خوشی کی بات ہے آپ نے وعدہ فرمایا تھا۔ اب جب زیادہ تر جوش طبیعت میں
اس کمترین کے آیا کہ یہ کار خیر جلدی سرانجام ہو جاوے تو آپ نے حسب وعدہ کار فرمایا
واضح ہو کہ بہت کتابیں حضرت محبوب ربانی و غوث صمدانی حضرت شیخ سید محی الدین
عبدالقادر جیلانی قدس سرہ کے مناقب میں لکھی گئی ہیں۔ قدیم سے بڑے بڑے

فاضل و مشایخ عمدہ کتابیں عربی و فارسی زبان میں لکھ گئے ہیں۔ اور بہت رسائل
اردو میں موجود ہیں اور اکثر کرامات خرق عادات بذریعہ اُن کتابوں اور رسائل کے
گوش زد عام و خاص کے ہیں۔ اور اہل سعادت فراخور حوصلہ استعداد و یقین و خوش
اعتقادی کے اپنا اپنا حصہ حاصل کر رہے ہیں۔ دل میں ہے کہ اولاً مقدمۂ اجمالی
حال اہل اللہ کا لکھا جاوے بعدہ مقصد میں خاص حالات اُس دربار کے جو اولیاء
اللہ کو معلوم ہیں اور اپنی کتب میں درج کر گئے ہیں اور فتوح الغیب و بہجت الاسرار
میں حضرت اقدس سے منقول ہیں تحریر ہوں اور خاتمہ میں نسب نامہ عالی حضرت امامین
شہیدین رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے تا حضرت پیران پیر بطور شجرہ کے لکھا جاوے۔ تاکہ عوام
کو اس سلسلہ عالیہ سے یاد کرنے اور پڑھنے میں اشتباہ و دقت نہ ہو ؀

تمہید

شیخ عبدالکریم جیلی قدس سرہٗ نے کتاب انسان کامل میں لکھا ہے کہ امت مرحومہ
محمدیہ علی صاحبہا الاف تحیتہ کے سات مراتب ہیں ۱ اسلام ۲ ایمان ۳ صلاح
۴ احسان ۵ شہادت ۶ صدیقیت ۷ قربت۔ اور بناء اسلام کے پانچ ہیں۔
۱ کہنا لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ کا ۲ قایم کرنا نماز کا ۳ روزے رکھنے ماہ رمضان
مبارک کے ۴ ادائے کرنا زکوٰۃ کا ۵ حج کرنا کعبۃ اللہ کا۔ اور ایمان کے دو
رکن ہیں۔ دل سے تصدیق کرنا ہر ایک چیز کا جو کچھ حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ
و آلہٖ وسلم اللہ تعالیٰ کی طرف سے لائے مجمل و مفصل یعنے جو کچھ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم
نے مجمل بیان فرمایا ہے۔ اُس کے ساتھ تصدیق و ایمان مجمل لانا اور جو کچھ مفصل لائے
ہیں اُس کے ساتھ تصدیق مفصل کرنی۔ جملہ احکام شریعت کے مفصل ہیں جب تک

سبب کے ساتھ تصدیق نہ ہووے گی ایمان نہ ہووے گا۔ اور صلاح میں مزید بر ایمان یہ ہے کہ عبادت دائم کرنی بشرط خوف و رجاء از جناب باریتعالی اور احسان میں علاوہ برآن استقامت کرنی ہے سات حالات پر ۱ توبہ ۲ انابت ۳ زہد و ورع ۴ توکل ۵ رضا ۶ تفویض ۷ اخلاص۔ یعنے عبادت خالص اللہ تعالی کے واسطے کرنی جس میں غیر کا خیال نہ آوے۔ اور شہادت میں علاوہ بران ارادت ہے اور ارادت کے تین شرائط ہیں ۱ محبت خدا تعالی کی بلا علت ۲ دوام ذکر اللہ تعالی کا بلا فتور و سکون ۳ مخالفت نفس کی بلا رخصت یعنے نفس کی مخالفت کرنے میں ناجائز یا غیر واجب بات نہ کرے جس میں خلاف شرع کے کوئی بات پائی جاوے یا ثواب اُس کا کم ہو جاوے ✣ **فائدہ** شریعت میں دو حکم ہیں ایک عزیمت دوسرا رخصت عزیمت اصل حکم ہے اور رخصت میں اجازت تاخیر کی ہے جیسے روزے رکھنے ماہ رمضان کے سفر میں عزیمت ہے اور افطار رخصت ہے پس اگر سفر میں مسافر روزے رکھے تو ثواب بڑا ہے اور اگر نہ رکھے اور جب سفر تمام کر کے مقیم ہو جاوے تب رکھے تو وہ رخصت ہے مگر ثواب اُس سے کم ہے اور صدیقیت میں علاوہ بران معرفت ہے اور معرفت کے تین درجہ ہیں ۱ علم الیقین ۲ عین الیقین ۳ حق الیقین ۔ اور ہر ایک درجہ کی سات شرائط ہیں۔ ۱ فناء ۲ بقاء ۳ معرفت ذات بلحاظ تجلی اسماء ۴ معرفت ذات بلحاظ تجلی صفات ۵ معرفت ذات بلحاظ ذات محض ۶ معرفت اسماء و صفات باعتبار ذات ۷ معرفت ذات باعتبار اتصاف بالاسماء والصفات اور قربت میں علاوہ بران ولایت کبریٰ ہے۔ اور ولایت کبریٰ کے چار درجہ ہیں

۵ یعنے راضی ہونا خدا تعالے کے حکم پر ۱۲ ۶ یعنے اپنے کام سب خدا تعالے کو سپرد کر دینے ۱۲

۱ خلت جو مقام ابراہیمی ہے وَمَنْ دَخَلَهُ كَانَ آمِنًا۔ یعنے جو اس میں داخل ہوا وہ امن میں آگیا ۲ حُب جو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطے ظاہر ہوئی ہے اور اللہ تعالے نے اون کو حبیب لقب دیا ۳ ختام یہ مقام محمدی ہے۔ اس مقام میں لواء الحمد قائم ہوا ہے ۴ مقام عبودیت ہے اس درجہ میں اللہ تعالی نے حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے حق میں سُبْحَانَ الَّذِي أَسْرَىٰ بِعَبْدِهِ لَيْلًا مِّنَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ إِلَى الْمَسْجِدِ الْأَقْصَى فرمایا۔ اور اسی درجہ میں نبی و رسول بن کر خلقت کی ہدایت کے واسطے مبعوث ہوئے تاکہ رحمۃ للعالمین ہوں۔ اور باقی عارفین آپ کے خلفاء ہیں ✣

تتمہ تمہید

محبت خدا تعالی کی تین قسم پر ہے۔ محبت ۱ فعلی اور محبت ۲ صفاتی اور محبت ۳ ذاتی۔ محبت فعلی عوام کی ہے۔ کہ اللہ تعالی کو احسان کے سبب دوست رکھتے ہیں اور محبت صفاتی خواص کی ہے کہ اللہ تعالی کو صفات جمالی و جلالی کے سبب دوست رکھتے ہیں۔ اور محبت اُن کی خالی از علت ہوتی ہے۔ اور محبت ذاتی تعشق ذاتی کا نام ہے کہ معشوق کے انوار عاشق پر طلوع کرتے ہیں تو عاشق بصورت معشوق جلوہ گر ہوتا ہے جیسا کہ شکل روح بصورت جسد باعث تعشق ذاتی کے ہے۔ محبت عوام کی فعلی ہے اور محبت شہداء کی صفاتی ہے اور محبت مقربین کی ذاتی۔ اور معرفت یعنے حقیقت مَنْ عَرَفَ نَفْسَهُ فَقَدْ عَرَفَ رَبَّهُ مقام صدیق کا ہے۔ اور مقامات معرفت کے تین ہیں۔ علم الیقین اور عین الیقین اور حق الیقین اور صدیق بعد انقلابات اتصاف بالاسماء والصفات کے صاحب حقیقۃ الیقین کا ہو جاتا ہے۔ یہ اول مقامات مقربین کا ہے۔ اور قربت ممکن ہے ولی کا قرب ممکن اللہ تعالی کے در صفات حق پس قربت نام ہے

ظہور العبد کا فی متنوعات اسماء و الصفات قریب ظہور حق کے۔ کیونکہ صفۃ اللہ تعالیٰ کو منسوفی نہیں ہو سکتا مگر جب عبد تصرف کرتا ہے تو کوئی شئے اسکا عصیان نہیں کرتی ہے احیاء الموتی (مردوں کو زندہ کرنا) اور ابراء الاکمہ (مادر زاد اندھے کو بینا کرنا) اور ابراء الابرص (جذام والوں کو اچھا کرنا) کر سکتا ہے۔ کیونکہ یہ ولی اللہ جوار اللہ تعالیٰ میں ہے اور جو شخص جوار اللہ تعالیٰ میں ہوتا ہے۔ اُس کی مشیت و ارادہ کے مطابق ظہور ہوتا ہے جیسے اہل جنت جنت میں جو چاہیں گے وہ ہو وے گا ÷

(قطعہ)

حق را اگر بچشم اگرچہ ندیدہ اند ۔ از دیدن جمال محمد شناختند
اورا بچشم دیدہ و نشناختند ازاں ۔ از صورتش عداوہ معنیش ساختند

(مقدمہ)

فصل قال اللہ تعالیٰ وَيُحِبُّهُمْ وَيُحِبُّونَهُ یعنے خدا تعالیٰ اُن کو دوست رکھتا ہے اور وے اوسکو دوست رکھتے ہیں۔ اس آیت کریمہ میں اضافت محبت کی اولاً بسوے خدائے تعالیٰ ہے اور ثانیاً بسوے عباد جس سے صاف معلوم ہوا کہ محبت وصف اولی خدای تعالیٰ پاک کی ہے (مولوی جامی رحمۃ اللہ علیہ) عشق ہر چند بین نہین آمد ÷ میل و جذبے زجانبین آمد ÷ لیک عشق حق ست اصل دران ÷ پرتو آن فتادہ بردگران ÷ تا ز اہل طلب خدائے مجید ÷ متجلی نشد باسم مرید ÷ بارادت کسے نشد موصوف ÷ بمحبت کسے شد موصوف ÷ ذات حق باہمہ صفات بہم ÷ خبر وجوب و وجود لغت قدم ÷ از حقایق باسر ہا سارلیست ÷ در مجاری جسم و جان جاریست ÷ لیک پردہ زروئے

خود نکشاد ÷ ہیچ حاجز بقدر راستند ! ÷ آن یکے مستعد دانائی ÷ و آن دگر قابل توانائی ÷ علم و دانش زان یکے زو سر ÷ فعل و قدرت نمود ازان دگر ÷ شد یکے مظہر ارادت و خواست ÷ شیوۂ عاشقی ازو برخاست ÷ تاخت بروے جمال عز و قدم ÷ در رہ عاشقی نہاد قدم ÷ حضرت غوث اعظم قدس سرہ الافخم مقالہ ۱۶ فتوح الغیب میں فرماتے ہیں وَيُرَدُّ عَلَيْكَ التَّكْوِينُ تکوین (پیدا کرنا اشیاء کا) تجھ پر رد کیا جاتا ہے۔ فَتُكَوِّنُ كُلِّيَّتُكَ قُدْرَةً پس تو سارا قدرت ہی بن جاتا ہے شیخ عبد الحق صاحب رحمۃ اللہ علیہ شارح لکھتے ہیں کہ جب ولی اللہ مضیق زندگی البشریت سے خارج ہو کر میدان قدرت الٰہی میں فائز ہوتا ہے تو اس کو یہ مرتبہ و کرامت عطا ہوتی ہے کہ اشیاء کو بدون اسباب عادی کے اُس کے ہاتھ پر ظاہر کرتے ہیں جیسا کہ سب مومنین بہشت میں اسی اقتدار پر ہووینگے۔ بہشت مقام قدرت کا ہے کہ قدرت وہاں ظاہر ہوگی اور حکمت مخفی۔ اور عالم دنیا میں قدرت مخفی ہے۔ اور اولیاء اللہ کاملین کہ عادات و رسوم سے گذر کر فانی ہو جاتے ہیں تو عالم دنیا میں بھی قبل از دخول در جنت مظہر تجلی اسم قدیر کے ہو جاتے ہیں اور در اصطلاح صوفیہ کرام اس کامل کو عبد القادر کہتے ہیں الخ فقیر کا خیال ہے کہ وجہ ندائے حضرت غوثیہ عالیہ میں باسم عبد القادر جو وظائف اوراد میں بروقت طلب حل مشکلات پڑھتے ہیں يَا شَيْخ عَبْدَ الْقَادِر جِيلَانِي شَيْئًا لِلّٰه یہی ہے کہ عند الحاجت حضرت کو اس اسم کے ساتھ پکارنا مناسب ہے کہ اون کو اس اقتدار کی وصف میں یاد کرنا موجب توجہ قدرت حق کا ہے اور شیخ عبد الکریم جیلی رحمۃ اللہ علیہ باب ۵۱ کتاب انسان کامل میں فرماتے ہیں کہ جب اللہ تعالیٰ اپنے بندہ پر کسی اسم میں تجلی فرماتا ہے تو بندہ اُس کے نور میں مضمحل و فانی ہو جاتا ہے۔

پس اگر کوئی شخص اُس حالت میں اللہ کو پکارے تو بندہ اُس کا جواب دیتا ہے۔ اور اگر بندہ ترقی کر کے بمقام بقاء واصل ہو تو اللہ تعالیٰ اُس بندہ کے پکارنیوالے کو جواب دیتا ہے۔ پس اگر کوئی یا محمدؐ کہیگا تو اللہ تعالیٰ جواب میں لبیک فرماوے گا۔

فصل جب معلوم ہوا کہ محبت صفت اولیٰ خدا تعالیٰ کی ہے۔ تو اب تعریف حدی یا تصور کلی اُس کا محال ہے اور جس نے کوئی تعریف محبت کی کی ہے تو اُس نے لوازم و آثار کے ساتھ کی ہے۔ شیخ ابوالعباس بن عریف صنہاجی قدس سرہٗ فرماتے ہیں کہ غیرت صفت محبت کی ہے اور غیرت پردہ چاہتی ہے سو اسی سبب پوری پوری تعریف محبت کی ناممکن ہے مسلم الکل ہے کہ بعض امور قابل حد ہیں اور بعض ناقابل حد۔ محبت جسکا وصف ہو وہی اوس کو جانتا ہے لیکن بیان سے خاموش رہتا ہے۔ اور وجود محبت کا انکار نہیں کرتا۔ محبت بندہ کی یہ اثر دکھاتی ہے کہ سوائے محبوب کے ہر چیز اُس سے محجوب ہو جاتی ہے جیسا کہ حدیث شریف میں آیا ہے حُبُّكَ الشَّیْءَ یُعْمِیْ وَیُصِمُّ۔ یعنی محبت کسی شئی کی تیرے تجھ کو اندھا اور بہرا کر دیتی ہے محب کے نزد خیال میں سوائے محبوب کے کچھ نہیں سماتا ؎ خَیَالُكَ فِیْ عَیْنِیْ وَذِكْرُكَ فِیْ فَمِیْ ٭ وَمَثْوَاكَ فِیْ قَلْبِیْ فَاَیْنَ تَغِیْبُ۔ یعنی تیرا خیال میری آنکھوں میں ہے اور تیرا ذکر میرے مُنہ میں اور تیرا مقام میرے دل میں سو تو اب کہاں پوشیدہ رہیگا۔ اور اللہ تعالیٰ کی محبت کا یہ اثر ہے كُنْتُ لَهٗ سَمْعًا وَّبَصَرًا وَّیَدًا وَّرِجْلًا۔ یعنے جب بندہ کو دوست رکھتا ہوں تو اُسکا کان اور نگاہ اور ہاتھ اور پیر بنجاتا ہوں۔ پس اثر محبوبیت و محبت کا یہی ہوا کہ نور الٰہی قوت مدرکہ بشر پر غالب ہو گیا۔ اور اُسی کی قوت کے آثار جلوہ گر ہوئے۔ اس عالم میں کوئی کسی پر عاشق ہوتا ہی تو بسبب اجزا مناسب کے ہوتا ہے۔ استغراق کلی اُس میں نہیں ہوتا باقی اجزا محب کے

اپنے اپنے شغل میں مصروف رہتے ہیں۔ خدا کی محبت میں سارا مستغرق ہو جاتا ہے کیونکہ انسان خدا کی صفت پر مخلوق ہے اِنَّ اللّٰهَ خَلَقَ اٰدَمَ عَلٰی صُوْرَتِهٖ حدیث صحیح ہے جب عاشق محبت خدا میں بالکل مستغرق ہو جاتا ہے تو حضرت الٰہیہ اُس کی طرف متوجہ ہوتی ہے۔ پس جملہ اسماء الٰہیہ اُس انسان میں جلوہ گر ہوتے ہیں۔ اور وہ متخلق بالاسماء ہوتا ہے۔ اور اصطلاح صوفیہ میں اِس انسان کو ابوالوقت کہتے ہیں کہ اُسپر جمیع اسماء و صفات کا غلبہ ہو۔ اور ابن الوقت وہ ہے۔ کہ ایک اسم یا صفت کا اُسپر غلبہ ہو۔

فصل جملہ صفات حضرت رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے محبوب خدا کے ہیں قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِیْ یُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ۔ اسپر دلالت کرتا ہے یعنی کہہ یا محمدؐ کہ اگر تم پیار رکھتے ہو خدا کو تو میری تابعداری کرو خدا تم سے پیار کریگا۔ اور کوئی فعل حضرت صلعم کا بدوں صفت باری تعالیٰ کے نہیں ہے قُلْ مَا اَدْرِیْ مَا یُفْعَلُ بِیْ وَلَا بِكُمْ یعنے کہہ یا محمدؐ میں نہیں جانتا وہ جو میرے قوت کے ساتھ کیا جاوے اور نہ وہ جو تمہاری قوت کے ساتھ کیا جاوے۔ اِنْ اَتَّبِعُ اِلَّا مَا یُوْحٰۤی اِلَیَّ میں تابع اوسی کا ہوں جو میری طرف وحی ہوتی ہے اور مقربین بارگاہ محمدی حسب اتباع نبوی و قرابت مصطفوی محبوب خدا کے ہیں اور اِس قرب و منزلت کو سوائے محبوب محب کے کوئی خیال نہیں کر سکتا۔ اور منشاء اس محبت کا خیال کرنے سے اتنا معلوم ہوتا ہے کہ باعث اس کا ایک امر خفی ہے جس کا بیان خارج از امکان ہے امام غزالی علیہ الرحمۃ نے اسباب محبت کی تشریح فرما کر اور احسان و حسن وغیرہ کو لکھ کر اخیر میں فرمایا کہ مناسبت طبعی ہوتی ہے اور مناسبت طبعی گاہ ظاہر ہوتی ہے جیسی محبت طفل با طفل وغیر ذالک جنس با جنس اور گاہ مخفی۔ چنانچہ حضرت صلعم نے اس

مناسبت مخفی کی طرف اشارہ فرمایا اَلْاَرْوَاحُ جُنُوْدٌ مُّجَنَّدَةٌ فَمَا تَعَارَفَ مِنْهَا ائْتَلَفَ وَمَا تَنَاكَرَ مِنْهَا اخْتَلَفَ یعنی ارواح انبوہ تھے سو جس جس نے باہم پہچانا وہ الفت پذیر ہوئے اور جو انجان رہے وہ مختلف ہوئے۔ یہ پہچان وہی مناسبت مخفی ہے ٭

فصل اعلیٰ مراتب قرب عند اللہ میں مقام عبودیت کا ہے جو بعد از طے مدارج مندرجہ سلوک حاصل ہوتا ہے۔ حسن ادب اس مقام کی علامت ہے۔ اور اس مقام میں توحید حالی جلوہ گر ہوتی ہے۔ حضرت غوث اعظم قدس سرہ نے مقالہ ۴۰ میں فتوح الغیب کے فرمایا ہے وَتَعْقِلُ بِاللّٰهِ وَتَطْمَئِنُّ وَتَسْكُنُ بِاللّٰهِ فَتَعْمٰى عَمَّا سِوَاهُ وَتَصِمُّ عَنْهُ فَلَا تَرٰى لِغَيْرِهٖ وُجُوْدًا یعنے تو خدا کے ساتھ ہی سمجھتا ہے اور خدا کے ساتھ ہی قرار و آرام پکڑتا ہو سو تو ماسوٰی سے اندھا اور بہرا ہو جاتا ہے پس اللہ کے سوا وجود نہیں دیکھتا یہانتک سیر الی اللہ ہوتی ہے بعدہ سیر فی اللہ کی۔ اور سیر فی اللہ کی نہایت کوئی نہیں اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ یعنے بتا ہمکو سیدھی راہ سب کو خواہ مبتدی ہو یا منتہی حکم طلب کرنے زیادتی معرفت کا ہے۔ اور اس مقام والے اعلیٰ متقی ہوتے ہیں کہ غیر کا خیال اُن کی قوت متخیلہ میں نہیں گذرتا۔ اِنَّ اَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللّٰهِ اَتْقٰكُمْ یعنی بڑا معزز تم میں کا خدا تعالیٰ کے پاس بڑا متقی تمہارا ہے۔ یہ قرب مکانت و مرتبت کا ہے نہ مکان کا اور اس قرب مکانت کو اہل اللہ نے چار قسم پر قرار دیا ہے۔ ایک قرب نوافل۔ دوم قرب فرائض۔ سوم قرب جامع القربین چہارم اعلیٰ و اکمل کل مقامات سے۔ قرب نوافل میں حق تعالیٰ سمع و بصر و ید و رجل بندہ کا ہو جاتا ہے جیسا کہ حدیث قدسی کُنْتُ لَهٗ سَمْعًا وَّبَصَرًا میں ہے اور قرب فرائض میں بندہ بمنزلہ حواس کے ہوتا ہے اور اصل فاعل اللہ تعالیٰ ہے جیسا کہ حدیث نبوی میں

وارد ہے۔ اَلْحَقُّ يَنْطِقُ عَلٰى لِسَانِ عُمَرَ۔ یعنے حق حضرت عمرؓ کی زبان پر بولتا ہے۔

اور جامع القربین اس آیت کریمہ میں ہے وَمَا رَمَيْتَ اِذْ رَمَيْتَ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ رَمٰى یعنے تم نے نہیں پھینکا جب تم نے پھینکا لیکن اللہ تعالیٰ نے پھینکا۔ اس مقام میں بندہ و خدا کا فعل بھی ثابت ہوا اور نفی فعل بندہ کی۔ چہارم جو اعلیٰ و اکمل مقامات ہے اُس میں گنجایش تعدد کی نہیں وہ مقام حضرت صلعم کا ہے۔ اور یہی مقام توحید کامل و خلافت کبریٰ کا ہے ٭

فصل ب ج۔ معرفت منزلیت التزام عبودیت کا نام ہے کہ بندہ فعل کو اپنی طرف نسبت کرے اور معرفت حقیقت سلب آثار اوصاف بشریت کا نام ہے کہ بسبب اوصاف باری تعالیٰ کے اثر و نشان فعل بندہ کا نہ رہے۔ اور شریعت طریقہ ظاہر دین کا ہے جس کو انبیائے کرام علیہ السلام امر الٰہی سے لائے اور طریقہ انبیاء وہی ہے جو طریق قربت الی اللہ کا ہے۔ جو شخص مکارم اخلاق پر قایم ہوویگا وہ شرع رب پر قایم ہے اور شریعت عین حقیقت کا ہے۔ مگر عوام نے جب دیکھا کہ شریعت کے عالم اکثر عام لوگ ہیں اور حقیقت کے قلیل خاص الخاص تو شریعت و حقیقت کو جدا جدا خیال کیا اور شریعت احکام ظاہرہ کا نام رکھا۔ اور حقیقت احکام باطنہ کا۔ اور در اصل دونوں ایک ہیں۔

حضرت غوث اعظم قدس سرہ فرماتے ہیں كُلُّ حَقِيْقَةٍ لَا تَشْهَدُ لَهُ الشَّرْعُ فَهُوَ زَنْدَقَةٌ یعنے جس حقیقت کے واسطے شرع گواہی نہ دیوے وہ زندقہ (بیدینی) ہے۔

ع ہر مرتبہ از وجود حکمی دارد ٭ گر حفظ مراتب نکنی زندیقی ٭ یعنے حفظ احکام شرعی فرض ہے۔ دین ایک ہے شریعت و طریقت و حقیقت اُس کے شعبے ہیں اور مراتب و درجات جیسا کہ انسان مجموعہ بدن و روح و جان کا نام ہے۔ اور ہر ایک بدن و روح و جان درجات و شعبے ہیں ٭

فصل باب ۱۲ فتوحات مکی میں ہے کہ حضرت صلے اللہ علیہ آلہ وسلم کا روح
مبارک کل کائنات کا قطب واحد ہے۔ اور امداد کرنیوالا جمیع انبیاء و رسل و اقطاب کا
ہے از ابتدائے خلقت آدم علیہ السلام تا قیامت حضرت صلعم سے کسی نے عرض کیا
کہ آپ نبی کب ہوئے فرمایا کُنتُ نَبِیًّا وَّ اٰدَمُ بَیْنَ الْمَاءِ وَالطِّیْنِ۔ یعنی میں نبی
اُس وقت تھا جب آدم علیہ السلام آب گل میں متفرق تھے۔ اور حضرت صلعم کا نام مبارک
اُس وقت داوی الکلام تھا یعنے زخموں کی دوا کرنیوالے۔ کیونکہ حضرت صلعم جراحات روحی
یعنے ہواداری و دنیا و شیطان و نفس کے خبیر و واقف تھے۔ اور نگاہ مبارک آپ کی
مکہ معظمہ میں مقام ولادت کی طرف اور ملک شام کی طرف تھی ۔ اب حضرت صلعم نے
نگاہ مبارک ادہر سے پھیر کر طرف ایک زمین کے فرمائی ہے۔ جو گرمی و خشکی میں نہایت
درجہ میں ہے اور کوئی بنی آدم وہاں نہیں پہونچ سکتا۔ مگر بعض اولیاء نے مکہ معظمہ سے
ہی نگاہ ولایت دیکھا ہے بحکم زُوِیَتْ لِیَ الْاَرْضُ۔ اور روح مبارک نبوی کے مظاہر
ہیں عالم میں اکمل مظہر قطب زمان ہیں ہوتا ہے۔ اور افراد میں اور ختم ولایت محمدیہ میں (مہدی
آخرالزمان) اور ختم ولایت عامہ میں (عیسے علیہ السلام) ہیں اور باب ۶ میں ہو کہ حضرت
امیرالمومنین علی بن ابی طالب کرم اللہ وجہہ و سہل بن عبداللہ رحمۃ اللہ وغیرہ محققین اہل
کشف نے ذکر کیا ہے کہ اول ارادہ تجلی تمیزی الٰہی کا ہوا ہے حقیقت کلیہ کی طرف تو
حقیقت پیدا ہوئی اُس کا نام ہباء ہے۔ پھر حق سبحانہ وتعالی نے تجلی نور کی ہباء میں فرمائی
تو کل حقایق سے اقرب حقیقت محمدیہ تھی جس کا نام عقل کل ہے پس حضرت صلعم مبدا و کل
عالم کے ہیں اور اول ظاہر در وجود از اں نور الٰہی و از ہباء اور عین بدن حضرت صلعم و
عین عالم کا تجلی محمدی سے ہوا۔ اور اقرب الناس اُس وقت حضرت صلعم کے پاس

حضرت علی کرم اللہ وجہہ تھے جو امام عالم اور سر جملہ انبیاء کے ہیں۔ اور یہ کل صورت
عالم کی نمونہ و مثال اُس مطابق ہے جو علم اللہ تعالی کا تھا۔ پس اس عالم کی شکل مطابق
صورت علمی حق سبحانہ کی ہے اور حیاثبت میں ہے کہ منزلت قطبیت ایامین کی شناخت
ضروری ہے۔ اس مقام میں بعد انبیاء کرام علیہ السلام کے متمکن تر امام حسن و امام حسین رضی
ہیں۔ اور ماسوائے انکے جو امام ہے وہ اپنے مرتبہ کے اندازہ پر ہے۔ اور ہر قطب کے دو
امام وزیر ہوتے ہیں۔ امام یمین کا نام عبدالرب اور امام الیسر کا نام عبدالملک ہے۔
اور قطب کا نام عبداللہ ہے۔ اگرچہ والدین یا اور لوگوں نے انکے نام اور رکھے
ہوں۔ جب یہ قطب مجلس قربت و تمکین میں قایم کیا جاتا ہے تو اسکے واسطے تخت
درمیان آسمان و زمین کے نصب کیا جاتا ہے۔ اگر اُس تخت کو خلقت دیکھے تو
عقل سب کی پریشان ہو جاوے۔ وہ قطب اُسپر جلوس فرماتا ہے۔ اور دو امام وزیر
اُسکے سامنے کھڑے ہوتے ہیں۔ اور قطب ہاتھ بیعت عالیہ کا دراز کرتا ہے۔ ارواح
و ملائکہ و جن و بشر روحانی اُس کی بیعت کرتے ہیں ایک دوسرے کے بعد جو روح
اُس کی بیعت کرتی ہے تو ایک مسئلہ اُس سے دریافت کرتی ہے۔ اور وزیر اُس کا
جواب دیتا رہتا ہے تاکہ مرتبہ اُس کا سب کو معلوم ہو جاوے۔ اور ملائکہ اور روحانیوں
کو معلوم ہوتا ہے کہ یہ اسم الٰہی مجہ سے خصوصیت رکھتا ہے۔ اور معلوم رہے کہ
عبدالرب کو امام اقصے ابھی کہتے ہیں۔ اور امام عبدالملک کو امام ادنی (اقرب)
سو امام اقصے کو شیاطین دیکھ نہیں سکتے۔ اگر اُسکی نگاہ اُن پر پڑے تو قلعی کی طرح
پگل جاتے ہیں۔ اور یہ امام بہشتوں کو دیکھتا رہتا ہے۔ اسواسطے کہ وہ قبیح اعمال
بندوں کے بُری سزائیں دیکھ کر روتا ہے تو اللہ تعالی نے بہشت اُسکے سامنے

کر دیئے ہیں کہ اہل جنت کے مکانات دیکھنے سے گو نہ اُس کو سرور حاصل ہو اور شدائد
و مصائب میں امام ادنی الیٰ عبدالملک کی طرف رجوع کیا جاتا ہے سو اُسکے ہاتھ
سے خدا آسان کر دیتا ہے اُس کی حالت کرم کی ہے۔ اور خلقت پر احسان کرتا ہے
مِنْ حَیْثُ لَا یَشْعُرُوْنَ اس طرح کہ لوگوں کو اُسکے کرم کی کچھ خبر بھی نہیں ہوتی۔
حکام و والیان ملک کا عزل و نصب اُسکی طرف رجوع کرتا ہے اور شیاطین ناریہ پر
اُس کا بڑا تسلط ہوتا ہے۔ اور قطب زمان موصوف بجمیع اسماء الٰہیہ کا ہے تخلقاً و
تحققاً اور مرأت (آئینہ) حق کا ہے اور مظہر صفات مقدسہ کا اور مجلی مظاہر الٰہیہ کا
اور صاحب وقت اور عین الزمان اور سر قدر ہے اُسکو علم دہر الدہور کا ہے۔ اور
غالب اوسپر خفاء ہے۔ اور محفوظ ہے اور خزائن غیرت در پردہا ئے صون الٰہی کثیر البکاء
ہوتا ہے محب النساء اپنی طبیعت کا حق بوجہ مشروع پورا پورا دیتا ہے اور روحانیت
کا حق بھی بر حد کہی پورا دیتا ہے حافظ اوقات ہوتا ہے یہ اللہ ہی کا رہتا ہے نہ غیر کا
اس کی حالت عبودیت و افتقار کی ہے۔ قبیح کو قبیح جانتا ہے اور حسن کو حسن جمال
مقید در زینت و اشخاص کو دوست رکھتا ہے ارواح خوبصورت بن کر اُسکے پاس
آسنے ہیں غیرت و غضب اللہ کے واسطے رکھتا ہے کل اشیاء شہادت و غیب کی
پیچھے وجہ حق کو دیکھتا ہے اور کارخانہ اسباب کا قائم رکھتا ہے اور اُسکے بوجب دلالت
کرتا ہے اور چلتا ہے اور اترا تا ہے۔ اسمیں ربانیت کی وجہ نہیں ہوتی اگر قطب اہل ثروت
و دنیا دار ہو تو مال میں ایسا تصرف کرتا ہے جیسا کہ غلام اپنے مولیٰ کریم کے مال میں
تصرف کرتا ہے اور اگر بالدار نہو تو وہ فتوحات کی طرف نفس کو مائل نہیں کرتا بلکہ عند الحاجت
براسے طبیعت خود اپنے دوست کی طرف اپنی حاجت پیش کرتا ہے جیسا کہ کوئی شفیع

کسی کی سفارش کرتا ہے۔ یہ قطب برخلاف اولیاء اللہ اصحاب احوال کے ہوتا ہے کیونکہ
اصحاب احوال ہمتیں کرتے ہیں اور ہمتیں اُن کی موثر ہوتی ہیں۔ وے لوگ اسباب ظاہری
کو چھوڑ کر اپنی ہمتوں کو کام میں لاتے ہیں اور قطب اس حال سے منزہ ہی ثابت فی العلم ہے۔

فصل باب میں ہے کہ اس دار دنیا میں بعد رسول کریم صلعم کے تین رسول زندہ
بالجسد موجود ہیں۔ ایک ادریس علیہ السلام چہارم آسمان پر اور ہفت آسمان عالم دنیا میں محسوب
ہیں کیونکہ ان ہفت آسمان کے ساتھ عالم دنیا قایم ہے اور اُنکے فناء سے فنا ہو جاویگی
اور آخرت میں زمین و آسمان متبدل ہو جاویں گے جیسا کہ یہ صورت انسانی متبدل ہو کر
اور صورتیں نہیں گی کہ بول و براز انسان کو نہ آویگا۔ اور دوسرا الیاس علیہ السلام ہے۔
تیسرا عیسےٰ علیہ السلام ہے یہ دونوں مرسل ہیں۔ قایم ہیں ساتھ دین حنیفی کے جس دین کو
حضرت صلعم لائے۔ اور حضرت خضر علیہ السلام کی نبوت میں اختلاف ہے۔ ان چاروں کا
وجود بجات جسدی دار دنیا میں باقی ہے اور یہ سب رسول اوتاد ہیں۔ اور دو امام اور
ایک قطب ہے جو موضع نظر حق تعالیٰ کا ہے قطب اُنکا بمنزلہ حجر اسود کے ہے اور باقی
دوسرے ارکان بیت الدین کے ایک کے ساتھ رکن ایمان کا محفوظ ہے اور دوسرے
کے ساتھ ولایت کا تیسرے کے ساتھ نبوت کا چوتھے کے ساتھ رسالت کا اور مجموع
کے ساتھ دین حنیفی حضرت صلعم کا۔ پس یہ رسول قیامت تک عالم دنیا میں رہیں گے۔
برائے نام رسول ہیں در اصل دین محمدی میں داخل ہیں اور اکثر لوگوں کو خبر نہیں۔ باوجود
ان رسولوں کے امت محمدیہ میں اقطاب اصالۃً و وراثۃً از رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم
قایم ہوتے چلے آئے ہیں۔ یہ شان امت حضرت صلعم کی ہے کہ ہر ایک رسول کیمقابل
ہر ایک شخص ہے جو اُسکا نائب ہے اور نائب منیب دونوں زندہ و باقی ہوتے ہیں۔

اور بعض اہل اللہ صاحب انفاس و اعداد ہوتے ہیں اور قطبیت ان کی نیابۃً و اصالۃً ہوتی ہے اور منجملہ اُن کے اقطاب ہیں جیسا کہ قطب بلد اور قطب جماعت شیخ ہوتا ہے اور مطلقاً اقطاب زمانہ میں ایک ہوتا ہے اور وہی غوث ہے۔ وہ مقربین سے ہے اور سید الجماعت فی زمانہ اور امام دو ہوتے ہیں ایک عبد الرب دوسرا عبد الملک دونو وزیر قطب کے ہوتے ہیں ایک کو مشاہدہ عالم الملکوت کا ہے دوسرے کو عالم ملک الملکوت کا۔ اور اوتاد چار ہوتے ہیں۔ ایک نگہبان مشرق کا۔ دوسرا مغرب کا تیسرا شمال کا۔ چوتھا جنوب کا۔ اور سات ابدال ہیں جن کے ساتھ ہفت اقلیم کی حفاظت ہے۔ صاحب اقلیم اول کا برقدم خلیل علیہ السّلام ہوتا ہے اور صاحب اقلیم ثانی کا برقدم موسیٰ کلیم اللہ علیہ السلام اور ثالث برقدم ہارون علیہ السلام اور رابع برقدم ادریس علیہ السّلام اور خامس برقدم یوسف علیہ السّلام اور سادس برقدم عیسےٰ علیہ السّلام اور سابع برقدم آدم علیہ السّلام۔ یہ سات شخص اسرار سبعہ سیارہ پر واقف اور مطلع ہوتے ہیں کہ اسماء و صفات آلہیہ کے اسرار اُن میں مودع ہیں۔ قدوۃ المحققین شیخ محی الدین بن عربی قدس سرہٗ فرماتے ہیں کہ مکہ شریفہ میں ان سے میری ملاقات ہوئی۔ احسن الصمت تھے یعنے خاموش۔ عمدہ طور پر۔ اور اُن سے دریافت کیا گیا کہ یہ مرتبہ کس ذریعہ سے ملتا ہے کہا کہ گرسنگی و بیداری و خاموشی و عزلت کے سبب ملتا ہے۔ اور نقباء بارہ ہیں۔ بارہ برج آسمان کی تعداد پر۔ وے بارہ برج کی خاصیت جدا جدا جانتے ہیں۔ یہ نقباء عالم العلوم شرائع منزلہ کے ہوتے ہیں اور نفوس اسرار اُن کو معلوم ہوتے ہیں حتیٰ کہ ابلیس کے رموز و اسرار ایسے جانتے ہیں کہ وہ خود نہیں جانتا۔ اور اُن کو ایسا علم ہے کہ اگر کسی آدمی کے نشان قدم کو دیکھیں تو اُس نشان سے سعادت و شقاوت

اُس کی معلوم کر لیتے ہیں جیسا کہ قیافہ دان لوگ قیافہ آدمی سے اُسکا حال طبعی معلوم کر لیتے ہیں اور دیار مصر میں ایسے ایسے لوگ دیکھے جو پتھروں میں نشان قدم شخص کا معلوم کر کے اُسکا پتہ دیتے ہیں اور منجملہ اُن کے نجباء ثمانیہ ہیں کہ اُن کو علم صفات ثمانیہ کا ہے اور سموات ثمانیہ کا۔ اور منجملہ حواریین ہیں وہ ایک ہی ہوتا ہے۔ حضرت صلعم کے زمانہ میں زبیر بن العوام تھے یہ شخص جامع السیوف والحجۃ ہوتا ہے دونوں کے ساتھ اقامت دین کی کرتا ہے۔ منجملہ اُن کے چالیس رجبی ہوتے ہیں۔ یہ لوگ ماہ رجب کے ہلال کے طلوع سے بیہوش ہو جاتے ہیں۔ جب ماہ رجب ختم ہو جاتا ہے اور شعبان آتا ہے تو ہوشیار ہو جاتے ہیں۔ ایسی بیہوشی میں سال بھر کا حال اُن پر کشف ہو جاتا ہے۔ منجملہ اُنکے ایک ختم ہے۔ وہ واحد ہے۔ ہر زمانہ میں بلکہ وہ واحد ہے در عالم اُس کے ساتھ خداتعالیٰ نے ولایت محمدیہ ختم فرمائی ہے۔ اولیاء امت محمدیہ میں اُس سے بڑا کوئی نہیں یہ مہدی علیہ السّلام ہے بعدہ ختم دوسرا ہے اُسکے ساتھ ختم دورہ ولایت عامہ کا ہے یہ عیسیٰ علیہ السّلام ہے کہ خاتم ولایت عامہ کا ہے جو حضرت آدم علیہ السلام سے شروع ہوئی ہے۔ قیامت میں حضرت عیسیٰ علیہ السّلام کے دو حشر ہونگے ایک اُمت محمدیہ میں دوسرا رسولوں میں۔ اور منجملہ اُنکے تین سو ولی ہے۔ بر قلب آدم علیہ السّلام۔ ہر زمانہ میں کم و بیش نہیں ہوتے۔ ایک مرتا ہے تو دوسرا اُسکے مقام میں قائم کیا جاتا ہے ؞

فائدہ قول نبی صلے اللہ علیہ وسلم کا کہ یہ تین سو ولی برقدم آدم علیہ السّلام ہے۔ یا بر قلب ابراہیم علیہ السلام یا غیر ذالک بہ معنی ہیں کہ جو علوم اُن اکابر کے قلب پر وارد ہوتے ہیں وہی علوم ان اولیاء کے قلوب پر وارد ہوتے ہیں اور معارف [illegible] وہ کبیر منقلب ہوتا تھا ویسا ہی یہ ولی بھی منقلب ہوتا ہے اور بعض مشائخ بجائے قلب کے

قدم کا لفظ فرماتے ہیں کہ فلاں بر قدم فلاں ہے تو اُسکے معنے بھی وہی ہیں جو بر قلب کے ہیں۔ اُن کی دُعاء وہی ہے جو دعاء حضرت آدم علیہ السّلام کی تھی۔ رَبَّنَا ظَلَمْنَا اَنْفُسَنَا وَاِنْ لَّمْ تَغْفِرْ لَنَا وَتَرْحَمْنَا لَنَكُوْنَنَّ مِنَ الْخَاسِرِيْنَ ط یہ طایفہ اولیا کا تین سو سال کی عمر رکھتا ہے۔ جو مدت اصحاب کہف کے سونے کی غار میں تھی۔ اور یہ مدت ثلث یوم الرب کا ہے۔ یوم الرب ہزار سال کا ہوتا ہے۔ پس اگر عارف ایک یوم رب کے پاس علوم حاصل کرتا ہے تو دوسرے لوگ عالم الحس کے ہزار سال میں حاصل نہیں کر سکتے۔ اور یہ طبقہ اولیاء کا وہ اسماء جانتا ہے جن کی لنسبت اللہ تعالےٰ نے ملایکہ کو خطاب کر کے فرمایا تھا۔ اَنْبِئُوْنِيْ بِاَسْمَاءِ هٰٓؤُلَاءِ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ۔ اور مراد از انباء اسماء اس آیۃ کریمہ میں انباء از مسمیات ہے نہ وہ کہ عوام خیال کرتے کہ انباء اسماء دالہ بر مسمیات مراد ہے اور منجملہ اُن کے چالیس بر قلب نوح علیہ السّلام ہوتے ہیں۔ دُعاء اُن کی دُعاء نوح علیہ السّلام ہے۔ رَبِّ اغْفِرْ لِيْ وَلِوَالِدَيَّ وَلِمَنْ دَخَلَ بَيْتِيَ مُؤْمِنًا وَّلِلْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنَاتِ وَلَا تَزِدِ الظّٰلِمِيْنَ اِلَّا تَبَارًا ہ مقام ان کا مقام غیرت دینیہ کا ہوتا ہے۔ یہ مقام صعب المرتقی ہے حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرمایا ہے۔ اِنَّ اللّٰهَ غَيُوْرٌ مِّنْ غَيْرَتِهٖ حَرَّمَ الْفَوَاحِشَ یعنے اللہ تعالیٰ غیرت والا ہے غیرت کے باعث فواحش کو حرام فرمایا ہے۔ یہ یاد رہے کہ بر قلب و بر قدم کے یہ معنے ہیں کہ جو علوم کہ حضرت آدمؑ و حضرت نوح علیہ السّلام کے قلب پر وارد ہوئے ہیں۔ وہ سب اِن اکابر کے مجموع میں ہیں۔ نہ یہ کہ ایک ایک شخص جامع اُن علوم کا ہے بلکہ اُن کے سارے علوم ایک کُل علم حضرت آدم اور حضرت نوح علیہما السّلام کا ہے اور اِن اربعین کے معارج پر اولیاء اللہ نے اپنے اربعینات یعنی چلّوں کو مقرر کیا۔ نہ کم

و بیش کہ بموجب فتوحات ان اربعین کے اُن کو چالیس یوم میں فتوحات ہو جاتے ہیں اور منجملہ اُن کے سات بر قلب خلیل علیہ السلام ہیں۔ دُعاء اُن کی دعا خلیل علیہ السّلام کی ہے۔ رَبِّ هَبْ لِيْ حُكْمًا وَّاَلْحِقْنِيْ بِالصّٰلِحِيْنَ ہ مقام اُن کا مقام سلامت کا ہے۔ ہر شک ریب اللہ تعالیٰ نے اُنکے سینے غل سے صاف کر دیئے ہیں۔ اُن کو سوءِ ظن کسی آدمی کے ساتھ نہیں ہوتا۔ کیونکہ جو جو شرور نسبت مخلوق کے شرع میں بیان ہوئے ہیں وہ حجابات ہیں۔ اور در اصل جو نسبت رحمت الٰہی کی طرف مخلوق کی ہے جس کے سبب خدا نے مخلوق کو پیدا کیا ہے۔ وہ رحمت ہے۔ اور رحمت خیر ہے۔ سوا اِن اکابر کو وہ رحمت الٰہیہ پیش نظر رہتی ہے۔ کسی کو شر نہیں جانتے۔ اور تصرف الٰہی در مخلوقات من حیث الوجود کو خیال رکھتے ہیں۔ نہ من حیث الحکمت۔ کہ حکمت اختلاف اور شک بد کا حکم فرما رہی ہے۔ اور منجملہ اُن کے پانچ بر قلب جبرئیل ہوتے ہیں۔ علوم ان کے حسب تعداد پروں جبرائیل علیہ السّلام کے ہیں۔ سات سو یا سات ہزار ہیں۔ اور جبرائیل علیہ السّلام اُن کا ممد و معاون رہتا ہے۔ اور قیامت کے روز جبرائیل علیہ السلام کے ساتھ ایستادہ ہوویںگے۔ اور منجملہ اُن کے تین بر قلب میکائیل علیہ السّلام ہیں۔ یہ بڑی خوشی و لبسط و شفقت کے ساتھ رہتے ہیں۔ انکے علوم بقدر قوی میکائیل علیہ السلام کے ہیں۔ منجملہ ایک بر قلب اسرافیل علیہ السلام ہے ابا یزید لبسطامی رحمتہ اللہ علیہ بر قلب اسرافیل علیہ السلام تھے۔ اور یہ شخص نیز بر قلب عیسےٰ علیہ السلام ہوتا ہے۔ پس جو شخص بر قلب عیسیٰ علیہ السّلام ہوگا۔ وہ بر قلب اسرائیل علیہ السّلام بھی ہوگا۔ اور یہ نہیں کہ جو بر قلب اسرافیل علیہ السّلام ہو۔ وہ بر قلب عیسیٰ علیہ السّلام بھی ہو۔ اور اکثر اولیاء بر قلب انبیاء داؤد و صالح علیہما السلام ہیں۔ اور

رجال الفتح اور رجال التحت و اسفل شمار کر کر قدوۃ المحققین شیخ اکبر قدس سرہ نے ص ۱۸ ج ۲
میں فرمایا۔ منجملہ اُن کے ایک رجل ہوتا ہے۔ اور گاہے عورت بھی ہوتی ہے وہ قاہر
فوق عبادہ ہوتا ہے۔ استطالت اُس کی کل شئے پر ہے۔ سوائے اللہ تعالیٰ کے
ان میں سے شجاع مقدام کثیر الدعوی بالحق یقول حقاً و یحکم عدلاً کان صاحب ہذا المقام شیخنا
عبدالقادر جیلانی ببغداد یعنے بہادر پیشقدم معرکہ جنگ میں حق کے ساتھ بڑے بڑے
دعوی کرنیوالا۔ کہتا سچ اور حکم کرتا انصاف و عدل سے صاحب اس مقام کے تھے ہمارے
شیخ بغداد میں عبدالقادر جیلانی قدس سرہٗ اُن کا دبدبہ غلبہ ساتھ حق کے تھا خلق پر۔ بڑی
شان والے تھے۔ اخبار اُنکی مشہور ہیں۔ میری اُن سے ملاقات نہیں ہوئی ٭

چونکہ اہل اللہ کی تعداد کامل اور اصناف و طبقات اُن کے بیان کرنے سے ایک کتاب
کلان بنتی ہے۔ لہذا اختصار اسی قدر پر اکتفا کرنا مناسب ہے کیونکہ اصل مقصود تالیف اس
رسالہ سے تعداد مناقب و مناصب حضرت غوثیہ عالیہ کی ہے۔ ظاہر ہے کہ ہر مرتبہ والا
نبی ہو یا ولی دوسرے کو تب ہی پورا پورا شناخت کریگا۔ جب اُسکے مرتبہ تک رسا کار
ہوویگا ورنہ نادیدہ ظناً و تخمیناً یہ کیفیت منکشف نہیں ہوسکتی۔ لہذا اوصاف و مناقب
جناب اقدس کے وہی بیان ہوں۔ جو کچھ خود حضرت غوث الاعظم قدس سرہٗ نے
اپنی زبان مبارک سے باذن اللہ فرمائے ہیں ٭

(مقصد) ارباب دانش و بینش و فطنت و مبصران بصیرت و خبرت پر واضح ہو۔ کہ پائے راستی
و درستی اعتقاد کا جب راہ رشاد و سداد کو طلب کرتا ہے۔ تو صراط مستقیم انبیاء و مرسلین
و آل طیبین و اصحاب طاہرین و اولیاء کاملین و علمائے راسخین و شہداء و صالحین کو پا
لیتا ہے۔ اور دست شوق و محبت مردان آگہ و محبوبان بارگاہ کے قدم ثابت کو پکڑتا ہے

تو مالک ممالک ولایت و حمایت لطف جمیل و عطف جلیل کا ہو جاتا ہے۔ اور دل نیاز
منزل ارباب لُب و اصحاب حُب کا جب چشم سر سریت کے ساتھ دیکھتا ہے تو نور
جمال باکمال مہوشان روضۂ حظیرۃ القدس سے منور و مکمل ہو جاتی ہے۔ اور گوش ہوش
اہل ذوق لذائذ عرفانی کے قرب میں جب حجاب غیریت کو دور کر دیتا ہے تو صوت
سروش غیبی کو بلاشک لاریب استماع کرتا ہے۔ اور زبان حال و قال جب باہم اتفاق
و اتفاق دانش پذیر ہوتی ہے۔ تو اسرار حقایق و دقایق انوار وراء الوراء کے باشارات
و کنایات گویا ہوتی ہے۔ خداوند کریم نے جن کو ازل میں بلسان کرم ندا دی ہے۔
تو وہ مستانہ و دیوانہ وار وادیٔ جمال مطلق و حادیٔ کمال برحق کو سدھارا۔ اور دل و
جان کو مشاہدۂ عز و کمال و مطالعہ جاہ و جلال عوالم الغیب و التوحید سے مظہر تجلیات
قدس و تفرید کا بنکر جسم عنصری و ہیکل عبہری کو سنوارا۔ اور بعد کدو کاوش و جہد و آویزش
کے آرا یک اُنس پر انیس ہوا۔ اور بساط انبساط چار بالش قدس پر صفوف صافی سرشتان
میں ہمجلیس ہوا۔ حضرت سلطان شیخ سید محی الدین عبدالقادر جیلانی قدس سرہٗ کے
مناقب جلیلہ و مناصب جمیلہ اقطاب و اغواث کے ادراک و فہم سے فوق ہیں۔ فہم و وہم
مگس طنینان عوام کا اوج پران شہباز لامکان کی طرف راہ نہیں پا سکتا۔ قیاس و
گمان بوم شوم بادیہ نشینان حیرت و غیرت نغمہائے عندلیب گلستان جنان فردوس
برین کو سن نہیں سکتا۔ یہ کلمات طیبات حضرت غوثیہ عالیہ کا ترجمہ ہے۔ عربی کا الفاظ
کا مقصد متکلم کلیم اللہ آسا طور تجلیات اسرار میں مستور ہے۔ پس پردہائے واشعۂ شمعہائے
مسطور۔ مالا یدرک کلہ لا یترک کلہ۔ اس بحر عذب البیانی سے سیراب کرتا ہے۔
حضرت غوث الاعظم قدس سرہٗ کا کلام بڑی عظمت و شان کا ہے۔ سامعین کمل اولیاء

ادراک معانی سے عاجز رہتے ہیں۔ آپ نے بارہا فرمایا۔ مجکو کسی پر قیاس مت کرو۔ اور نہ دوسرے کو مجھپر۔ میں وراء الوراء ہوں۔ میری کلام کی تصدیق کروگے تو اُس میں نجات ہے۔ اور میری تکذیب کرنی سم ساعت یعنے زہر قاتل ہے۔ شیخ حماد رحمتہ اللہ علیہ حضرت کی کلام سنکر متعجب ہوئے۔ اور عرض کیا۔ کہ یا شیخ عبد القادر آپ مکر آلہی سے خائف نہیں حضور نے اُنکے سینہ پر ہاتھ رکھکر فرمایا کہ حماد دل کی آنکھ کے ساتھ دیکھ میرے ہاتھ میں کیا ہے۔ حماد بیہوش ہوگئے۔ جب حضرت نے ہاتھ اُٹھایا تو ہوش میں آگئے اور کہا کہ میں نے حضرت کے ہاتھ میں ستر عہدنامے خدا تعالیٰ کے دیکھے کہ اللہ تعالیٰ آپ کے ساتھ مکر نفرماویگا۔ اور حضرت رضی اللہ عنہ کرسی وعظ پر بآواز بلند فرماتے تھے۔ اَنَا الْمَحْفُوظُ اَنَا الْمَلْحُوظُ اَنَا الْمَحْظُوظُ میں خدا کے حفظ میں ہوں میں خدا کی نگاہ میں ہوں میں حظ پانے والا ہوں۔ اَنَا اَمْرٌ مِنْ اَمْرِ اللّٰهِ۔ میں ایک بڑا پوشیدہ راز ہوں خدا تعالیٰ کے رازوں سے یَا عَزِیْزُ اَنْتَ وَاحِدٌ فِی السَّمَاءِ اَنَا وَاحِدٌ فِی الْاَرْضِ۔ یعنے اے عزیز تو یکتا آسمان میں ہے۔ میں یکتا زمین میں ہوں۔ اللہ تعالیٰ رات و دن میں ستر بار فرماتا ہے کہ میں نے تم کو اپنے واسطے برگزیدہ کیا ہے کہ میرے سامنے تم سے سلوک کیا جاوے۔ اور فرماتا ہے۔ اے عبد القادر بات کہہ تیری بات سُنی جاویگی۔ اے عبد القادر تجھے قسم ہے میرے حق کی جو تجھپر ہے کھانا کھاؤ۔ اور پانی پیو کلام کرو۔ میں نے تجھے ہلاکت سے امان دی ہے۔ اور مجلس وعظ میں بیٹھے بیٹھے ہوا میں چلے جاتے تھے۔ اور فرماتے تھے۔ آفتاب طلوع نہیں کرتا۔ یہانتک کہ مجھپر سلام کرے۔ اور سال آتا ہے وہ سلام کرتا ہے۔ اور خبر دیتا ہے۔ جو کچھ اُسمیں گذریگا۔ اور ماہ و ہفتہ و دن ایک ایک آتا ہے۔ اور سلام کرتا ہے۔ اور اپنی اپنی خبریں دیتے

ہیں۔ کہ یہ ہمارے اندر گذریگا۔ اور قسم عزت اپنے رب کی کہ نیک بخت لوگ و بد بخت لوگ لوح محفوظ کے اندر لکھے ہوئے ہیں۔ میرے سامنے پیش کئے جاتے ہیں اور میں خدا کے علم مشاہدہ کے دریاؤں میں غوطہ مارنے والا ہوں۔ اور میں تم سب پر خدا تعالیٰ کی حجت ہوں (حجت اللہ تعالیٰ کی سب پر غالب ہے) میں نائب رسول کریم کا ہوں۔ اور زمین میں وارث اُن کا۔ شیخ شہاب الدین سہروردیؒ فرماتے ہیں۔ کہ حضرت عبد القادر قدس سرہٗ اپنے مدرسہ میں منبر پر فرمارہے تھے۔ کُلُّ وَلِیٍّ عَلٰی قَدَمِ نَبِیٍّ۔ ہر ولی ایک نبی کے قدم پر ہے۔ وَاَنَا عَلٰی قَدَمِ جَدِّیْ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ۔ اور میں اپنے جد پاک کے قدم پر ہوں۔ کوئی قدم نہیں اُٹھایا حضرت صلعم نے مگر میں نے اپنا قدم اُسی مکان پر رکھا ہے۔ مگر قدم نبوت کا کہ اُسجگہ سوائے نبی کے دوسرا کوئی قدم نہیں رکھتا۔ علی بن ادریسؒ کہتے ہیں کہ میں نے سُنا حضرت قدس سرہٗ فرماتے تھے کہ انسانوں کے مشایخ ہیں۔ اور جنات کے بھی مشایخ ہیں۔ اور ملائکہ کے بھی مشایخ ہیں۔ اور میں سب کا شیخ و مرشد ہوں۔ اور حافظ عبد العزیز معروف با بن الاخضر رح کہتے ہیں۔ کہ میں نے حضرت شیخ قدس سرہٗ سے سُنا فرماتے تھے کہ میں خلقت کے امور و عقل سے پرے ہوں۔ کل رجال الحق جب تقدیر حق تک پہونچتے ہیں۔ تو رک جاتے ہیں۔ اور میں جب تقدیر حق تک پہنچا تو میرے واسطے ایک روزن کھلا۔ پس میں اُس روزن میں داخل کیا گیا۔ اور تقدیر میں خدا کے ساتھ میں نے منازعت کی ساتھ قوت خدا کے واسطے رضامندی خدا کی۔ فَالرَّجُلُ هُوَ الْمُنَازِعُ لِلْقَدَرِ لَا الْمُوَافِقُ لَهٗ۔ پس مرد وہ ہے کہ تقدیر حق کا منازع ہو۔ نہ موافق کہ وہ مرد نہیں۔ اور فرماتے تھے خوشی واسطے اُسکے ہے کہ جس نے مجھے دیکھا۔ یا میرے دیکھنے والے کو دیکھا

یاد رکھنے والے کو دیکھنے والے کو دیکھا۔ اور میں حسرت ہوں اُس پر جسنے مجھ کو نہیں دیکھا۔ جب حضرت قدس سرہٗ معروف کرخی کی قبر پر گذرے تو فرمایا السلام علیک یا شیخ تو مجھ سے ایک درجہ آگے گذرا۔ جب دوبارہ اتفاق عبور کا اُن کے مزار پر ہوا تو فرمایا السّلام علیک یا شیخ ہم تجسے دو درجہ آگے بڑھ گئے۔ قبر سے جواب آیا۔ وعلیک السّلام یا سید اہل زمانہ۔ یعنے آپ پر سلام اے سردار اہل زمانہ کے۔

اور حضرت نے اپنے اصحاب کو ایک وقعہ فرمایا۔ عراق کا ملک میرے سپرد ہوا ہے بعد مدت فرمایا۔ اب ساری زمین مشرق اور مغرب اور جنگل اور آبادی۔ اور خشکی اور دریا صاف اور پہاڑ میری سپرد کئے گئے۔ اُس وقت کے اولیاؤں سے کوئی باقی نہیں رہا تھا۔ مگر سب نے خدمت میں آکر واسطے عزت قطبیت کے سلام کیا۔ اور حضرت نے فرمایا ہے جب تم اللہ سے کوئی حاجت مانگنا چاہو تو میرے وسیلہ سے مانگا کرو۔ اور وعظ کے منبر پر بیٹھ کر فرماتے تھے۔ اے اہل زمین مشرق اور مغرب کے۔ اور اہل آسمان کے سنو فرمایا اللہ تعالیٰ نے وَيَخْلُقُ مَا لَا تَعْلَمُونَ۔ یعنے پیدا کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ وہ چیزیں کہ تم نہیں جانتے اور میں اُن چیزوں سے ہوں کہ تم نہیں جانتے (فائدہ) جبکہ حضرت کے اصحاب اور باریابان دربار عالی آپ کو پورا پورا نہیں جان سکتے تھے۔ اور کل اولیاء اللہ ہی ہوتے تھے۔ پس عوام اور خواص علماے۔ و اولیاء کے ادراک اور فہم کو رسائی کہاں ہے۔ کہ اُنکے اوصاف اور حالات اور کمالات بیان کریں۔ اور فرماتے تھے۔ اے اہل زمین مشرق اور مغرب کے آؤ۔ کچھ مجھ سے سیکھو۔ اے عراق والو۔ احوال میرے پاس ایسے ہیں۔ جیسے کپڑے میرے گھر میں لٹکائے گئے۔ جسکو چاہوں پہنوں۔ تم تسلیم کرو ورنہ میں ایسے لشکر لاؤنگا کہ تم کو اُن کے مقابلے کی طاقت نہیں۔ یا غُلَامُ سَاعِي

أَلْفَ عَامٍ۔ اے لڑکے ہزار برس اس ارادہ پر سفر کر کہ تم مجھ سے ایک کلمہ سُنے۔ اے غلام سب ولاتیں میرے پاس ہیں۔ سب درجے میرے پاس ہیں۔ میری مجلس میں خلعتیں تقسیم کیجاتی ہیں۔ اور کوئی نبی نہیں ہے جس کو اللہ تعالیٰ نے پیدا کیا ہے اور نہ کوئی ولی ہے۔ مگر میری اس مجلس میں حاضر ہوا ہے۔ زندے اپنے بدنوں کے ساتھ اور مُردے اپنی روحوں کے ساتھ۔ منکر ونکیر جب قبر میں تیرے پاس آوینگے تو اُن سے میرا احوال پوچھنا۔ وہ تجھ کو میری خبر دیوینگے (فائدہ) آپ کی اس کلام فیض نظام سے صاف واضح ہو گیا کہ حضرت کا فرمانا قَدَمِي هٰذِهٖ عَلٰى رَقَبَةِ كُلِّ وَلِيِّ اللهِ۔ نسبت کل اولیاء کے ہے۔ خواہ زندہ تھے اُسوقت یا مردہ۔ اور یہ بھی معلوم ہوا کہ منکر نکیر کا سوال سب سے ہوتا ہے۔ مگر آپکے مرید برعکس لوگوں کے منکر ونکیر سے سوال کرینگے۔ کہ ہم کو حضرت غوث اعظم قدس سرہ کی خبر دو۔ اس جواب و سوال سے کوئی عجیب نکتہ پیدا ہوتا ہے کہ سایل کا جواب مجیب پورا دیوے تو طرفین کی خوشی ہوتی ہے۔ اور اگر جواب نہ بن آوے تو مجیب دب جاتا ہے۔ اور سایل کے سامنے شرما جاتا ہے۔ اور جب حضرت کوئی بڑی کلام فرماتے تھے تو بعد اُس کے یہ بھی فرماتے قسم ہے اللہ کی تم پر کہو آپنے سچ کہا ہے۔ بیشک میں یقین سے بولتا ہوں جسمیں کوئی شک نہیں۔ مجھ کو بلایا جاتا ہے تو بولتا ہوں۔ اور دیا جاتا ہے تو تقسیم کر دیتا ہوں۔ اور امر کیا جاتا ہے تو کرتا ہوں۔ ذمہ اُسکا ہے جسنے مجھ کو امر کیا۔ اور دیت عاقلہ[1] پر ہے۔ میری کلام کی تکذیب کرنی تمہارے دین کے واسطے سم قاتل ہے

[1] عاقلہ اُن لوگوں کو کہتے ہیں جو کسی شخص کے رشتہ دار یا ذمہ دار ہوں۔ جب کوئی حرکت اُس سے ہو وے۔ اور تاوان دینا پڑے تو عاقلہ دیتے ہیں۔ ۱۲

اور تمہاری دنیا اور عاقبت کے جانے کا سبب ہے۔ میں بڑا شمشیر زن ہوں۔ میں بڑا قتل کرنے والا ہوں۔ وَيُحَذِّرُكُمُ اللّٰهُ نَفْسَهٗ۔ یعنی اللہ تعالیٰ اپنی ذات سے تم کو خوف دلاتا ہے۔ اگر شریعت کی لگام میری زبان پر نہ ہوتی تو میں تم کو بتا دیتا۔ جو تم کھاتے ہو۔ اور تم اپنے گھروں میں ذخیرہ کرتے ہو۔ اور تم میرے سامنے مثل شیشو بلور کانچ کے ہو۔ تمہارے اندر اور باہر کی چیزیں مجھے نظر آتی ہیں۔ اور حکمی خدا کی لگام میری زبان پر نہ ہوتی تو صاع یوسف ؑ کی خود بتاتی۔ جو اُسمیں ہے۔ یعنی میرا بدن سوائے زبان کے روشارو مٹا اپنے بھید بتا دیتا۔ لیکن علم عالم کے دامن میں پناہ گیر ہے۔ تاکہ عالم اُس علم کا راز فاش نہ کرے (حکایت) ذکر ہے کہ ایک دن آپ انجیر کھا رہے تھے کہ کھانا چھوڑ دیا۔ اور بیہوشی میں ہو گئے۔ جب ہوش میں آئے تو فرمایا کہ اسوقت میرے دل کے واسطے ستر دروازے علم لدنی کے کھولے گئے۔ ہر ایک دروازہ اتنا چوڑا ہے۔ جتنی چوڑائی درمیان آسمان و زمین کے ہے۔ پھر معارف میں اہل خصوص کی ایسی طویل کلام فرمائی جس سے حاضرین لوگ بیہوش ہو گئے۔ اور سب نے خیال کیا کہ کوئی ایسی کلام بعد حضرت شیخ کے نہ بولیگا۔ اور قبل از ظہر منگل کے روز ۱۶ ماہ شوال ۵۲۱ ہجری حضرت غوث پاک منبر پر بیٹھے تو حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو دیکھا تو حضرت فرماتے ہیں کہ اے بیٹا کیوں نہیں بولتا۔ آپنے عرض کیا یا ابی میں عجمی مرد ہوں فصحائے عرب کے سامنے بغداد میں کس طرح بولوں۔ حضرت نے فرمایا منہ اپنا کھول تو حضرت شیخ نے منہ کھولا پس حضرت ؐ نے سات دفعہ منہ میں لعاب مبارک ڈالا۔ اور فرمایا کہ اب میری خاطر لوگوں کے سامنے کلام کرو۔ ساتھ حکمت و موعظت حسنہ کے لوگوں کو اپنے رب کی طرف بلاؤ۔ پس حضرت نے ظہر کی نماز پڑھی اور وعظ کے

واسطے بیٹھے۔ خلقت بہت جمع ہوئی تھی۔ پھر کلام بند ہو گئی۔ پس حضرت علی رضؓ کو دیکھا کہ مجلس میں حضرت شیخ قدس سرہٗ کے پاس کھڑے ہیں۔ پس حضرت شیخ نے عرض کیا یا ابتا۔ کلام بند ہو گئی۔ فرمایا اپنا منہ کھول جو منہ کھولا تو چھ بار اپنا لعاب منہ میں ڈالا۔ حضرت شیخ نے عرض کیا کہ سات بار پورے کیوں نہیں فرمائے۔ آپنے فرمایا واسطے ادب کے ساتھ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے۔ پھر حضرت علی کرم اللہ وجہہٗ غائب ہو گئے۔ بعدہ حضرت نے وہ وہ معارف اور حقایق حضرت الٰہیہ اور حضرت آدم علیہ السّلام اور باقی حضرات انبیائے کرام خصوصاً حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بیان فرمائے کہ سامعین متحیر اور بیہوش ہو گئے اور وہ کلام پاک آپکا جن جن مقربین کے خیال میں رہا۔ انہوں نے لکھ لیا۔ اور اپنے اصحابؓ احباب کے سامنے بیان کیا چنانچہ علی بن یوسف نے بہجتہ الاسرار میں نقل کر دیا ہے۔ اگر وہ کلام یا ترجمہ اُسکا لکھا جاوے تو سامعین کو طاقت سمجھ کی نہیں ہے عالم لوگ جن کو خدائے تعالیٰ نے ذوق کامل عطا فرمایا ہے وے خود بہجتہ الاسرار کو مطالعہ کر کے حظ وافر اُٹھاتے ہیں مگر عوام کو سمجھا نہیں سکتے۔ پس اُس کلام پاک کا اس رسالہ میں لکھنا کچھ مفید معلوم نہیں ہوتا (حکایت) عبداللہ بن احمد بغدادی کہتا ہے کہ میری بیٹی فاطمہ نام حویلی کی چھت پر چڑھی تو کوئی دیو اُسکو اُٹھا لے گیا۔ اور میں نے حضرت شیخ کی خدمت میں جا کر عرض کیا۔ آپنے فرمایا کہ اس رات میں کرخ کی خرابی میں فلانے ٹیلے کے پاس بیٹھو اور زمین پر ایک دایرہ خط کا کھینچو۔ اور گرد اپنے کھینچتے ہوئے یہ پڑھو بسم اللہ علی نیتہ عبدالقادر۔ پس جب رات اندھیری ہو جاوے گی تو کئی طائفے جنّوں کے مختلف صورتوں پر تیرے پاس سے گذریں گے سو اُن کی صورت سے خوف مت کھانا۔ سحر کے وقت

جنّات کا بادشاہ بڑی فوج میں تیرے پاس آویگا۔ اور تجھ سے تیری حاجت پوچھے گا سو
تو کہہ دینا کہ حضرت شیخ عبد القادر نے مجھ کو تیری طرف بھیجا ہے۔ اور اپنی بیٹی کا حال
اُس کے سامنے بیان کرنا سو میں بموجب فرمان حضرت کے وہاں گیا ویسا ہی کیا۔
سو ڈرانی صورتیں میرے پاس گذرتی تھیں۔ اور میرے دایرہ کے اندر کوئی نہیں آتا
تھا۔ رفتہ رفتہ اُن کا بادشاہ گھوڑے پر سوار آیا۔ اور اُس کی اردل میں بہت فوجیں
جنّات کی تھیں۔ دائرہ کے سامنے کھڑا ہو کر کہنے لگا۔ اے آدمی تیری کیا حاجت ہے
مین نے کہا حضرت شیخ عبد القادر نے مجھ کو تیری طرف بھیجا ہے وہ جھٹ گھوڑے سے
اُتر کر زمین چومنے لگا۔ اور دایرہ کے باہر بیٹھا۔ اور اُس کی فوج بھی بیٹھی۔ اور بولا اب
اپنا حال کہو میں نے اپنی بیٹی کا قصہ اُس کے سامنے بیان کیا۔ اُس نے اپنی فوج سے
دریافت کیا کہ یہ حرکت کس نے کی ہے سبنے لاعلمی بیان کی۔ پھر بعد ایک ساعت کے
ایک دیو اُسکے پاس لائے۔ اور وہ لڑکی اُسکے ساتھ تھی۔ اُسکو چین کے شیاطین سے
کہتے تھے۔ پادشاہ نے اُسکو کہا تو کس سبب رکاب قطب کے نیچے سے اسکو اُٹھا لیگیا ہے
بولا میری دل لگی تھی اور اس پر عاشق ہو گیا تھا۔ بادشاہ نے اُس دیو کی گردن مارنےکا
حکم دیا۔ اور میری بیٹی میرے حوالہ کر دی۔ میں نے کہا جیسا کہ پادشاہ حکم شیخ عبد القادر
قدس سرہ کا بجا لایا ہے۔ میں نے کبھی نہیں دیکھا وہ بولا کہ ہاں بیشک حضرت اپنے مقام
سے ہمارے سرکشوں کو زمین کے کنارے میں دیکھتے ہیں تو وے اُن کی ہیبت سے اپنے
اپنے مساکن کو بھاگ جاتے ہیں۔ تحقیق اللہ تعالٰی جب قطب کو قایم کرتا ہے تو اُسکو
جنّات وآدمیوں پر تصرف دیتا ہے (حکایت) ایک شخص حضرت کی خدمت میں حاضر
ہوا اور عرض کیا کہ میری زوجہ کو مرگی بہت آتی ہے۔ اور عزیت والے اُس کے حال

میں تھک رہے ہیں۔ حضرت شیخ نے فرمایا یہ سرکش وادی سرندیپ کے سرکشوں سے
ہے نام اُسکا خانس ہے جب تیری زوجہ کو مرگی آوے تو اُسکے کان میں کہو۔ اے
خانس شیخ عبد القادر بغداد والے کا حکم ہے کہ تو پھر مت آئیو۔ اگر تو پھر آوے گا۔
تو ہلاک ہو ویگا۔ وہ شخص چلا گیا۔ دس سال کے بعد آیا تو لوگوں نے اُس سے دریافت
کیا بولا کہ میں نے بموجب فرمودہ حضرت شیخ کے کیا سو ابتک مرگی اُسکو نہیں آئی۔
اور بعض روسائے صناعت عزیت کے کہتے ہیں کہ بغداد شریف میں بحالت حیات
حضرت شیخ قدس سرہٗ چالیس برس رہا۔ اس عرصہ میں وہاں مرگی کسی کو نہیں پڑی پھر جب
حضرت کی وفات ہوئی تو مرگی پڑنے لگی۔ اور ہُوا نے پندرہ ماہ کے تپ والے کے کان میں کسی
نے حسب حکم حضرت شیخ قدس سرہٗ کہا۔ اے آم ملدم (نام بخار کا ہے) حضرت شیخ
فرماتے ہیں نکل جا۔ اور حلہ کو جا وہ دور ہو گیا۔ (کلمات الشیخ قدس سرہٗ) اَلْاِنْفِرَادُ
فِی طَرِیْقِ طَلَبِہٖ اِمَارَۃُ صِحَّۃِ الْمَحَبَّۃِ) یعنے تنہا ہونا بیز خدا کی طلب کے راہ میں نشان
صحت محبت کا ہے۔ اور دل کی آنکھ سے غیر خدا کی التفات کرنی علامت دوری کی ہے
بیز ابولنا بغیر ذکر اللہ کے زنگ ہے دل کے آئینہ پر جو کوئی مشغول ہوا ساتھ غیر اللہ کے
اُس نے وصل کی حلاوت نہیں چکھی۔ جو کوئی ایک لمحہ سوائے اللہ کے کسی کی طرف مائل
ہوا۔ وہ جناب رحمت کے قریب نہیں ہوا۔ راہ کے تین رکن ہیں۔ حق وصدق وعدل
عدل جوارح پر اور حق عقول پر۔ اور صدق قلوب پر۔ جو خدا کو ساتھ حقیقت صدق دل
کے طلب کریگا۔ صدق اُس کے دل میں آئینہ بچھاویگا جس سے عجائب دنیا وآخرت کے
دیکھیں گے۔ حفظ قوانین حیات سرمدیہ بہتر ہے۔ حفظ قوانین حیات فانیہ سے وحدت
باہیبت مکرت کا ہے کثرت فکر علامت ہے حضور قلب کی۔ اور حضور قلب کا مع اللہ تعالٰے

علامت توفیق کی ہے اور حصول توفیق رہبر ہے حضرت قدس سرہٗ کا مشتبہ کی کہانی سے
منع طاعت کی صفائی مکدر ہو جاتی ہے۔ اقامت وظائف خدمت سے اعراض کرنا سبب
ہے۔ اعراض خدا کا اے غلام بلبل کی طرح نہ ہو کہ موسم ربیع میں اپنی آواز کی عاشق ہو کر
اپنے غموں کے ساتھ ترجیع کرتی ہے۔ اور اپنی خوش آوازی پر وقت گذارتی ہے۔ اُسکی
آواز سے سوائے شکایت مہجوری کے کچھ نہیں حاصل ہوتا۔ لیکن تو باز کی طرح ہو کہ بلبلوں
کے آواز کی طرف التفات نہیں کرتا۔ اور نغمات ہو الفت کی لذت پر خوشی نہیں کرتا ہے۔
حکایت عبد اللطیف خادم حضرت شیخ کا کہتا ہے کہ حضرت شیخ پر ایک وقت اڑھائی
سو دینار قرضہ ہو گیا تھا۔ ایک شخص جسکو میں نہیں جانتا تھا حضرت کے پاس بلا اذن چلا آیا
اور بہت دیر تک باتیں کرتا رہا۔ اور کچھ سونا حضرت کے سامنے نکال رکھا اور کہا یہ وہ
دین ہے۔ پس چلا گیا۔ حضرت شیخ نے مجھ کو حکم کیا ہے کہ ہر ایک حقدار کا حق پہونچا دو۔
اور فرمایا کہ یہ شخص صراف قدرت ہے۔ میں نے عرض کیا کہ صراف قدر کیسا ہے۔ فرمایا کہ
فرشتہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اُسکو مدیون اولیاؤں کے پاس بھیجتا ہے اور یہ اُن کا دین ادا
کرتا ہے اور یہی عبد اللطیف کہتا ہے۔ کہ ایک دن حضرت کلام کر رہے تھے کہ ہوا
میں چند قدم تشریف لے گئے۔ اور فرمایا یا اسرائیلی قِفْ وَاسْمَعْ کَلَامَ مُحَمَّدِیٍّ۔ یعنے
اے اسرائیلی ٹھیر کر کلام محمدی کا سن۔ پھر اپنی جگہ کی طرف لوٹ آئے۔ کسی نے عرض کیا
کہ یہ کیا معاملہ تھا۔ فرمایا کہ ابو العباس خضر علیہ السلام ہماری مجلس کے پاس سے جلدی گذرا
تو میں اُس کی طرف گیا اور جو کچھ تم نے سنا وہ میں نے کہا۔ وہ ٹھہر گیا۔ حکایت عدی
بن مسافر کہتے ہیں کہ ایک دفعہ حضرت شیخ قدس سرہٗ کلام فرما رہے تھے کہ مینہ برسنے لگا۔
مجلس کے بعض لوگ متفرق ہو گئے۔ حضرت نے سر مبارک آسمان کی طرف اُٹھا کر فرمایا۔

میں جمع کرتا ہوں اور تو پراگندہ کرتا ہے۔ مینہ مجلس سے تھم گیا خارج از مجلس برستا
تھا اور مجلس پر ایک بوند بھی نہ پڑتی تھی۔ ایک دفعہ دریا دجلہ طغیانی میں آگیا حتیٰ کہ
بغداد شریف غرق ہونے لگا۔ لوگ حضرت شیخ قدس سرہٗ کے حضور میں آکر مستغیث
ہوئے۔ حضرت نے عصا مبارک لیا۔ اور دجلہ کے کنارے کی طرف آئے اور پانی
کے کنارہ پر عصا گاڑ دیا اور فرمایا یہاں تک ابھی وقت سے پانی گھٹ گیا۔
حکایت ابو بکر بن احمد بن محمد کہتا ہے کہ شیخ حماد نے یہ بات میرے سامنے بیان کی تھی
کہ میں ایک دن اپنے خراس سے نکل کر راستہ میں تھا کہ مینہ آگیا میں نے کہا یہ بات
معتبر نے معتبر سے مجھے سنائی ہے۔ یا رب انکی حرمت کے سبب مینہ تھام لے
مینہ تھم گیا۔ حتیٰ کہ میں اپنے گھر پہنچا جب گھر پہنچ گیا۔ تو بارش شروع ہوئی دکلمات
یَا غُلَامُ عَلَیْکَ بِالصِّدْقِ وَالصَّفَا۔ اے لڑکے صدق اور صفاء کو لازم کر
پکڑ۔ اگر یہ دونوں نہوتے تو کوئی بشر اللہ تعالیٰ کے قریب نہوتا۔ اے غلام اگر تیرے
دل کے پتھر کو عصائے موسیٰ اخلاص کا مارا جائے تو اس سے چشمے حکمت کے جاری
ہونگے اخلاص کے پروں کے ساتھ ظلمت نفس کہاں سے اُڑتا ہے۔ نور قدس کے
میدان میں جاتا ہے۔ روضۂ مقصد صدق کے زیر سایہ بعد طیران کے اُترتا ہے۔
اور فرمایا کہ عارف لوگ ندیم مجلس بادشاہ کے ہیں۔ اور ذوق حلاوت شہد ولا کا
تلخی صبر بلا کو دور کرتا ہے۔ اے غلام عیون عقول نخول نے دنیا کی طرف نہیں التفات
کیا اور جھوٹی تجلی دنیا نے انکو فریب نہیں دیا۔ بلکہ وے قول محبوب کا جو قول دنیا سے ہے سمجھ گئے
اِنَّمَا الْحَیٰوۃُ الدُّنْیَا لَعِبٌ وَّلَھْوٌ حیاتی دنیا کی کھیل ہے یا غلام۔ لذتوں کے حجاب سے شیطان
دو نہیں داخل ہوتا ہے۔ اور منافذ شہوات سے سینوں کی طرف گذرتا ہے۔ جب دنیا کے فریب

نفوس میں بغض آخرت کا ہوتا ہے سو خوشی ہو اوسکو کہ غفلت کی خواب سے بیدار ہوا اور اسکے حال کا چشمہ صاف ہوا اور قرب مولیٰ کا طالب ہوا اور ضروریات انکی طرف نکل بھاگا اور قبل از محاسبہ اسرع الحاسبین اپنی نفس سے محاسبہ کر چکا ۔ حکایت شیخ بقا ابن بطوح نے کہا ۔ پیر مرد معہ ایک جوان کے حضرت شیخ کے حضور میں حاضر ہوا اور عرض کیا کہ اسکے واسطے دعا کرو ۔ یہ میرا بیٹا ہے اور حالانکہ بیٹا اُس کا نہیں تھا بلکہ سریت غیر صالح پر تھا ۔ سو حضرت شیخ نے غضبناک ہو کر فرمایا کہ اب تمہاری حالت میرے ساتھ اس درجہ کو پہنچی ہے اتنا فرما کر حویلی میں داخل ہوئے ۔ پس اُسی وقت سے اطراف بغداد میں آگ لگی ۔ جب ایک مکان میں بجھاتے تھے تو دوسرے مکان کو آگ لگ جاتی تھی ۔ اور میں نے دیکھا ایک بلا بغداد پر مثل بادل کے اُتر رہی ہے بسبب غضب حضرت شیخ قدس سرہٗ کے سو میں دوڑ کر حضور کی خدمت میں گیا دیکھا کہ حضرت غضبناک بیٹھے ہیں ۔ میں بھی ایک کنارہ میں بیٹھ گیا اور عرض کرنے لگا ۔ یا سیدی ارحم الخلق یعنے اے میرے سردار لوگوں پر رحمت فرماؤ ۔ لوگ ہلاک ہو گئے ۔ آخر حضرت کا غضب فرو ہوا ۔ سو میں نے دیکھا کہ بلا ہٹ گئی اور آگ ساری بجھ گئی ۔ **حکایت** عمر بزاز کہتے ہیں کہ جمعہ کے روز میں حضرت شیخ کے ساتھ جامع مسجد میں گیا ۔ دیکھا کہ کسی نے حضرت کو سلام نہیں کیا میں نے دل میں کہا تعجب ہے کہ ہم ہر جمعہ کو جامع مسجد میں آتے ہیں اور ازدحام لوگوں کے سبب سے شیخ تک رسائی نہیں ہوتی تھی ۔ یہ خطرہ ہنوز تمام نہیں ہوا کہ حضرت شیخ نے میری طرف تبسم فرما کر نگاہ کی اور لوگ سلام کے واسطے دوڑے ۔ حتیٰ کہ میرے اور حضرت شیخ کے درمیان حائل ہو گئے میں نے اپنے جی میں کہا وہی حال اس سے اچھا تھا حضرت نے تبسم فرما کر میری طرف التفات فرمایا ۔ اور کہا یا عمر تم نے وہ ارادہ

کیا تھا اور نہیں جانتا تھا کہ قلوب لوگوں کے میرے ہاتھ میں ہیں ۔ اگر چاہوں تو انکو اپنے سے پھیر دوں ۔ اگر چاہوں تو اپنی طرف متوجہ کر لوں (کلمات) اول مومن کے دل میں ستارہ حکمت کا چمکتا ہے پھر چاند علم کا پھر آفتاب معرفت کا ۔ سو نجم حکمت کی روشنی سے دنیا کو دیکھتا ہے شمس معرفت کی روشنی سے مولےٰ کو دیکھتا ہے ۔ نفس مطمئنہ نجم ہے قلب سلیم سر صافی شمس ۔ مقام نفس کا باب اللہ میں ہے ۔ مقام قلب کا دربار میں مقام سر کا مخدع میں ۔ سر قائم ہے حضور میں حق سبحانہٗ تعالیٰ کے وہ قلب کو تلقین کرتا ہے ۔ اور قلب نفس مطمئنہ کو تلقین کرتا ہے اور نفس مطمئنہ زبان پر املا کرتا ہے ۔ اور زبان خلقت کو سناتی ہے وجود نفس مطمئنہ مقام تہمت کا ہے وجود قلب مقام شبہ کا ہے ۔ اور بروقت صفائی سر کے عجائبات نظر آتے ہیں جبتک تو ساتھ نفس کے ہے اگر کوئی چیز لیتا ہے تو حرام کھاتا ہے اور جب تک قلب متعلب کے ساتھ ہے تو شبہ کھاتا ہے اور جب سر صاف ہوا تو حلال مطلق کھاتا ہے ۔ رضا بالقضا سبب قدیکا اور باعث ہے دخول قلب کا دار الفضل میں ۔ یا ھذا اجعلہ امام الصدیقین قدیہ اسکا ادب رب العالمین ۔ صدیقوں کے سینہ میں نجوم کے علم ہیں اور شموس معارف کے ان انوار کے ساتھ فرشتوں میں روشنی ہوتی ہے ۔ **حکایت** شیخ ابو العباس احمد بن علی صرصری اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے حضرت شیخ محی الدین قدس سرہٗ سے سُنا ہے فرماتے تھے جو کوئی مسلمان میرے مدرسہ کے دروازے سے گزرے قیامت کے روز اُس سے عذاب تخفیف کیا جاویگا ۔ ایک جوان بغداد میں آیا تھا ۔ اور علی صرصری سے کہا کہ میں نے آج رات خواب میں اپنے باپ کو دیکھا ۔ اُس نے ذکر کیا ہے ۔ کہ مجھ کو قبر میں عذاب ہوتا ہے ۔ اور مجھ سے کہا کہ حضرت شیخ کی خدمت میں

جاکر میرے واسطے دعا کا سوال کر سو حضرت شیخ نے فرمایا کیا وہ ہمارے مدرسہ کے پاس سے گذرا تھا کہا ہاں۔ پس حضرت خاموش ہو گئے۔ پس وہ جوان دوسرے روز صبح کے وقت خدمت میں آیا اور کہا کہ آج رات باپ کو خوش دیکھا ہے۔ اور لباس سبز اوڑھے ہوئے مجھ سے کہا ہے کہ بہ برکت حضرت شیخ کے عذاب مجھ سے دور ہوا۔ اور یہ لباس جو تو دیکھتا ہے پہنایا گیا ہوں پس تو اے فرزند خدمت میں حضرت کی رہا کر حضرت شیخ نے فرمایا کہ میرے رب نے مجھ سے وعدہ کیا ہے کہ جو مسلمان میرے مدرسہ کے پاس سے گذریگا میں عذاب اُس سے خفیف کر دونگا۔ اور علی صرصری کہتے ہیں کہ ایک دن میں حضرت کے حضور میں حاضر ہوا اُسوقت حضرت کے سامنے ذکر تھا کہ مقبرہ باب ازج میں ایک میت کئی دن سے دفن کیا گیا ہے اور اُس کی قبر سے آواز چلانے کی آتی ہے۔ حضرت نے فرمایا کیا اُس نے مجھ سے خرقہ پہنا ہے۔ لوگوں نے کہا معلوم نہیں پھر فرمایا کبھی ہماری مجلس میں حاضر ہوا ہے بولے معلوم نہیں فرمایا کیا میرا کھانا کھایا ہے بولے معلوم نہیں۔ فرمایا میرے پیچھے نماز پڑھی ہے۔ بولے معلوم نہیں۔ فرمایا المقصر اولیٰ بالخسارت کے ہے۔ اور ایک ساعت سر مبارک نیچے ڈالا ہیبت اور وقار سے آپ بڑے ذی رُعب معلوم ہوئے۔ پھر فرمایا کہ فرشتوں نے مجھ سے کہا ہے کہ اُس نے آپکا چہرہ مبارک دیکھا تھا۔ اور ظن آپ کے ساتھ نیک کیا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے اُس سبب سے اُسپر رحم فرمایا سو اُسکے بعد کبھی آواز قبر سے نہ سنی گئی **حکایت** شیخ صالح ابو حفص عمر کہتے ہیں کہ میں نے خواب میں دیکھا کہ قیامت قائم ہے اور انبیاء اور اُن کی اُمتیں موقف کی طرف آ رہی ہیں۔ انبیاء کے پیچھے ایک دو آدمی ہیں پھر حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف لائے ہیں۔ اُمت اُن کی بہت ہے جیسے رات کی گھٹا۔ اور اُن میں مشائخ ہیں۔ اور ہر شیخ کے ہمراہ اپنے دوست

ہیں شمار اور انوار میں متفاوت ہیں۔ اتنے میں ایک مرد مشائخ میں سے آیا ہمراہ اُن کے بہت خلقت ہے سب سے زیادہ میں نے اُن سے پوچھا یہ کون ہیں بولے یہ شیخ عبد القادر ہیں اور اصحاب اُنکے۔ میں نے آگے بڑھ کر عرض کیا کہ مشائخ میں آپ سے بڑھ کر حُسن میں کوئی نہیں دیکھا۔ اور نہ اُنکے تابعین میں آپ کے تابعین سے زیادہ حُسن والا ہے۔ آپ نے یہ شعر پڑھا ہے

إِذَا كَانَ مِنَّا سَيِّدٌ فِي عَشِيرَةٍ	عَلَاهَا وَإِنْ ضَاقَ الْخِنَاقُ حَمَاهَا
وَمَا اخْتُبِرَتْ إِلَّا وَأَصْبَحَ شَيْخُهَا	وَمَا افْتَخَرَتْ إِلَّا وَكَانَ فَتَاهَا
وَمَا ضُرِبَتْ بِالْأَبْرَقَيْنِ خِيَامُنَا	فَأَصْبَحَ مَأْوَى الطَّارِقِينَ سِوَاهَا

یعنی جب ہو کسی قبیلے میں ہمارا سردار تو سب سے عالی ہوگا۔ اگر حلق میں رسی تنگ ہو جائے تو اُس سے چھوڑا دیگا۔ اور نہیں امتحان لیا اُس قبیلہ میں مگر ہمارا سردار اُسکا قطب ہوا اور نہیں فخر کیا اُس قبیلہ نے مگر ہمارا سردار جوان مرد رہا۔ اور ہمارے خیمے مقام ابرقین میں۔ ابرقین مدینہ شریف کے پاس بنی جعفر کا چشمہ ہے لگائے گئے کہ رات کے آنے والے مسافروں کا ٹھکانا اُن کے سوا ہووے۔ اور حضرت شیخ قدس سرہٗ فرماتے تھے بھائی حسین حلاج لغزش کھا گیا۔ اُسکے زمانہ میں ایسا کوئی نہیں تھا کہ اُسکا ہاتھ پکڑتا۔ اگر میں اُس زمانہ میں ہوتا تو اُسکا ہاتھ پکڑتا۔ اور میرے دوستوں اور مریدوں اور محبتوں میں سے جسکا گھوڑا لغزش کھائے قیامت تک میں اُسکا ہاتھ پکڑنے والا ہوں **حکایت** بشر قرظی نے کہا کہ نیشاپور کے رستہ میں چودہ شتر شکر کے لدے ہوئے تھے۔ ایک جنگل ڈرانے میں اُترے جہاں بھائی بھائی کے ساتھ خوف کے مارے کھڑا نہیں رہتا تھا۔ اول شب میں کوچ

کیا۔ سو چار شتر بار دار گم گئے۔ اور قافلہ چلا گیا۔ اور میں اونٹوں کی تلاش میں قافلہ
سے جُدا ہو گیا۔ اور ساری رات ڈھونڈھتے رہے۔ پتا نہ لگا۔ جب صبح پھوٹی
مجھ کو حضرت شیخ کا قول یاد آیا کہ آپنے فرمایا تھا کہ اگر تو کسی سختی میں پڑے تو مجھ کو
پکار تو وہ سختی تجھ سے دور ہو جاویگی۔ پس میں نے پکارا یا شیخ عبد القادر میرے شتر چلے
گئے۔ یا شیخ عبد القادر میرے شتر چرائے گئے۔ پھر میں نے مطلع فجر کی طرف التفات
کیا تو صبح کی روشنی میں ایک شخص ٹیلے پر نظر آیا۔ سفید لباس میں آستین سے مجھ کو اشارہ
کرتا ہے کہ تعال تعال یعنے اِدہر اِدہر آ۔ پس جب میں ٹیلے پر چڑھا تو کوئی آدمی نظر
نہ آیا۔ پھر دیکھا تو چاروں شتر ٹیلے کے پاس وادی میں بیٹھے ہیں۔ اُن کو پکڑ لیا اور
قافلہ کو جا ملے۔ یہ قصہ عبد اللہ جبائی نے لکھا ہے اور ابو المعالی نے کہا کہ یہ حکایت
ابو الحسن علی جناز کے سامنے میں نے بیان کی سو اُس نے کہا میں نے ابو القاسم عزاز
سے سُنا وہ کہتے ہیں میں نے حضرت شیخ قدس سرہٗ سے سنا فرماتے تھے جو شخص
کسی کربت میں میرے ساتھ استغاثہ کرے تو وہ کربت اُس سے دور ہو جاتی ہے۔
اور جو شخص کسی شدت میں میرا نام لیکر پکارے وہ شدت اوس سے کھل جاتی ہے
اور جو شخص اللہ عزوجل کی طرف کسی حاجت میں مجھ کو وسیلہ بناوے تو وہ حاجت
اُس کی روا کیجاتی ہے اور جو شخص دو رکعت نماز پڑھے۔ اور ہر رکعت میں بعد
فاتحہ کے سورۂ اخلاص گیارہ دفعہ پڑھے۔ پھر درود شریف و سلام حضرت صلعم کو بھیجے
اور مجھ کو یاد کرے اور عراق کی طرف گیارہ قدم چلے اور نام میرا زبان پر لاوے۔
اور حاجت اپنی یاد کرے تو اللہ تعالیٰ کے اذن سے وہ حاجت اُسکی روا کیجاویگی ٭
(فصل) اسمائے مبارکہ اساتذہ حضرت شیخ قدس سرہٗ ابو الوفا علی بن عقیل۔ ابو الخطاب

محفوظ بن احمد کلورانی۔ ابو الحسن محمد بن القاضی ابن یعلی۔ ابو سعید مبارک بن علی
مخزومی رح۔ یہ اساتذہ مذہب اور فقہ کے اور فروع اور اصول کے ہیں۔ اور حدیث
شریف کے مشایخ کثیر ہیں۔ ابو غالب محمد بن حسن باقلانی۔ ابو سعد محمد بن عبد الکریم
بن خشیش۔ ابو الغنایم محمد بن علی بن میمون رسی اور ابو بکر احمد بن مظفر بن سوسن تمار
اور ابو محمد جعفر بن احمد بن حسین قاری سراج۔ اور ابو القاسم علی بن احمد بن بیان کرخی
اور ابو عثمان اسمٰعیل بن محمد بن احمد بن جعفر بن ملہ اصبہانی۔ ابو طالب عبد القادر بن محمد
بن عبد القادر۔ اور ابو طاہر عبد الرحمن بن احمد بن عبد القادر۔ اور ابو البرکات ہبۃ اللہ
بن مبارک بن موسیٰ سقطی۔ و ابو العز محمد ابن مختار ہاشمی۔ اور ابو النصر محمد و ابو الغالب احمد
و ابو عبد اللہ یحییٰ۔ ابنا و امام ابی علی حسن بن بنا۔ و ابو الحسین۔ مبارک بن عبد الجبار
صیرفی معروف۔ با ابن طیوری۔ و ابو منصور عبد الرحمن بن ابی غالب قزاز۔ و ابو البرکات
طلحہ بن احمد عاقولی وغیرہم۔ یہ سب حضرت شیخ صاحب کے اُستاد حدیث کے تھے۔
اُستاد علم ادب۔ ابو زکریا یحییٰ بن علی تبریزی مشایخ صحبت ابو الخیر حماد بن مسلم دباس سے
علم طریقت کا اور علم ادب لیا۔ اور خرقہ شریفہ قاضی ابی سعید مبارک مخزومی سے
لیا۔ آپکی تعریف میں علماء نے یہ القاب لکھے ہیں۔ ذو البیانین واللسانین یعنی عربی
فارسی میں وعظ فرمانے والے اور کریم الجدین الطرفین یعنی حسنی حسینی اور صاحب البرہانین
والسلطانین یعنے شریعت و طریقت والے اور امام الفریقین والطریقین اور ذی السراجین
والمنہاجین اور تلامذہ آپ کے مشایخ جم غفیر ہیں جن کی تفصیل طویل ہے۔ اور اسامی
مفصل اُن کے بہجۃ الاسرار میں ہیں۔ حکایت اکثر مشایخ نے بیان کیا کہ حضرت شیخ
کے حضور میں عرض کیا گیا کہ فلاں مرید آپکا کہتا ہے کہ میں خدا تعالیٰ کو بچشم سر دیکھتا ہوں

حضرت نے اُسکو بلوایا اور دریافت فرمایا کہ تو ایسا کہتا ہے۔ اُس نے عرض کیا ہاں سچ
ہے۔ حضرت نے اوسکو جھڑکی فرمائی۔ اور اُس بات سے منع فرمایا اور اس سے عہد کیا
کہ پھر ایسا نہ کہیگا پھر کسی نے عرض کیا کہ یہ شخص سچا تھا یا جھوٹھا فرمایا کہ وہ سچا ہے۔ اشتباہ
میں پڑا ہوا ہے اُسکے دل کی آنکھ نے نورِ جمال دیکھا۔ اور چشمِ سر کی طرف ایک سوراخ کھل
گیا تو اُس کی چشم نے بچشمِ دل نورِ شہود کو متصل شعاع دیکھا۔ پس گمان کیا کہ چشمِ سر اُس
نور کو دیکھ رہی ہے۔ جس کو چشمِ دل دیکھتی ہے۔ اور اُسکی بصر نے بصیرت کے ساتھ دیکھا
ہے فقط اور یہ نہیں جانتا۔ قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَزَّوَجَلَّ۔ مَرَجَ الْبَحْرَيْنِ يَلْتَقِيَانِ
بَيْنَهُمَا بَرْزَخٌ لَّا يَبْغِيَانِ ؕ یعنے اللہ تعالیٰ نے دو دریا چھوڑ دیئے۔ اس حال میں کہ
ملتے ہیں۔ درمیان اُنکے پردہ ہے اُس سے نہیں گذرتے۔ اور اللہ تعالیٰ اپنی مشیت کے
ساتھ اپنے الطاف کے ہاتھوں پر انوار جلال و جمال کے قلوب عباد کی طرف بھیجتا ہے
سو یہ قلوب اُن انوار سے وہ لذت پاتے ہیں جیسے مصّور صورتوں سے اور اسمیں کچھ ضرر
نہیں اور اس سے پرے ردائے کبریا ہے جس کا چاک ہونا ممکن ہے۔ ادھر راستہ
کسی کو نہیں ہے۔ یہ بات مشایخ علماء حاضرین سُنکر آپ کے حُسن فصاحت سے بیہوش
ہو گئے اور کوئی جامہ چاک کر کے جنگل کی طرف عریاں چلا گیا **حکایت** ابو نصر موسےٰ
بن حضرت شیخ رضؓ فرماتے کہ میں نے والد ماجد حضرت شیخ رضی اللہ عنہ سے سُنا فرماتے
تھے کہ ایک دفعہ میں اپنی سیاحت کے دنوں میں جنگل کی طرف گیا۔ کئی دن ہوئے
کہ پانی نہ ملا پیاس سخت لگی۔ ایک ٹکڑا بادل کا آیا مجھپر سایہ کیا اور اُس سے کچھ طراوت
کے مشابہ برسا میں اس سے سیراب ہو گیا۔ پھر ایک نور دیکھا جس سے کنارے آسمان کے
روشن ہو گئے۔ اور ایک صورت نمودار ہوئی اور اُس سے آواز آئی یَا عَبْدَ الْقَادِر

اَنَا رَبُّكَ فَقَدْ حَلَلْتُ لَكَ الْمُحَرَّمَاتِ یعنی اے عبدالقادر میں تیرا رب ہوں
اور تیری خاطر محرمات کو حلال کر دیا۔ میں بولا اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ
الرَّجِيْمِ دور ہو اے لعین۔ پس یکا یک کیا دیکھتا ہوں کہ وہ نور اندھیرا ہو گیا۔
اور وہ صورت دخان بن گئی۔ پھر مجھ سے خطاب کیا اور کہا کہ اے عبدالقادر
تمنے اپنے علم کے سبب مجھ سے نجات پائی بحکم رب اور بسبب فقاہت تیرے
کے اپنے مقامات میں اور میں نے اس صورت کے ساتھ ستّر اہل طریق کو گمراہ
کیا ہے۔ پس میں نے کہا فضل اور منت میرے رب کے واسطے ہے کسی نے
عرض کیا کہ آپ نے کیسا جانا کہ یہ شیطان ہے۔ فرمایا اس کے قول سے جب بولا
کہ تیری خاطر محرمات میں نے حلال کر دیئے (**فائدہ**) حضرتؓ سے سوال کیا گیا
کہ موارد الٰہیہ اور توارد شیطانیہ میں کیا فرق ہے۔ فرمایا مورد الٰہی طلب سے نہیں آتا
اور نہ کسی سبب سے جاتا ہے اور ایک طریقہ پر نہیں آتا۔ اور نہ وقت خاص میں آتا
ہے اور توارد شیطانی برخلاف اسکے ہوتا ہے۔ سوال محبت کیا ہے۔ فرمایا
تشویش از طرف محبوب دل میں پڑتی ہے تو دنیا اسکو ایسی معلوم ہوتی ہے جیسا
حلقہ خاتم یا مجمع ماتم۔ اور حب مستی ہے جسکے ساتھ افاقہ نہیں اور ذکر ہے کہ مٹتا
نہیں۔ اور قلق ہے جسکو سکون نہیں۔ اور سرّاً و علانیۃً خالص محبوب کا ہو جانا اور
اضطرار و اختیار ترک کر دینا بارادت طبیعت نہ بتکلف۔ اور محبت نام ہے عمی
کا از غیر برائے غیرت محبوب۔ اور عمی از محبوب از ہیبت محبوب محب لوگ مست
ہیں جنکو سوائے مشاہدہ محبوب کے ہوش نہیں آتا۔ اور مریض ہیں کہ سوائے ملاحظہ مطلوب
کے شفا نہیں پاتے۔ اور متحیر ہیں کہ سوائے مولیٰ کے کسی کے ساتھ اُنس نہیں پکڑتے

اور بغیر ذکر مولا کے نہیں بولتے۔ اُسکے بلانیوالے کے بغیر جواب نہیں دیتے۔ سوال از توحید۔ فرمایا وہ ایک اشارہ ہے از صبر بسوئے اخفاء ستر سریت وقت ورود حضور کے۔ اور مجاوزت قلب کی ہے منتہی مقامات افکار سے۔ اور ارتفاع اسکا اعلیٰ درجات وصال پر ہو کر منازل اسرار تعظیم جانا بسوئے تقرب بر قدم تجرید۔ و بسوئے تدانی بسعی تفرید۔ مع فناء الکونین۔ و تعطل الملکین و خلع النعلین اور حاصل کرنا نورین کا اور فناء عالمین کا لمعان انوار بروق کشف سے بغیر عزیمت سابقہ کے۔ سوال از تفرید۔ فرمایا وہ اشارت ہے از مفرد بسوئے فرد۔ جبکہ کونین سے تنہا ہو جاوے۔ اور ملکین سے جدا۔ اور وصف وجود و ذات سے عریان ہو کر منتظر واردات الٰہیہ کا ہووے کہ اُسکے سر پر کیا نازل ہوتا ہے سوال از تجرید فرمایا مجرد کرنا سر کا از تدبر بہ ثبات سکون از طلب محبوب اور عریان ہو جانا لباس طمانیت سے بر مفارقت محبوب اور رجوع از خلق بسوئے حق بہمہ وجوہ سوال از معرفت۔ فرمایا اطلاع بر معانی مخفیات مکنونات و بر شواہد حق در جمیع موجودات۔ اس طور پر کہ ہر شے سے معانی وحدانیت کے لامع ہوں۔ اور فناء ہر فانی میں علم حقیقت کا معلوم ہو۔ باایں ہمہ چشم دل کی نگاہ بسوئے حق ہو۔ سوال از حقیقت انا الحق کہ حسین بن منصور حلاج رضؓ نے کہا ہے اور نیز از مطلب سبحانی ما اعظم شانی کہ ابویزید بسطامیؒ نے فرمایا ہے کہ میں اپنا نظیر نہیں دیکھتا کہ جس کے سامنے یہ راز فاش کروں اور نہ کوئی امین ہے کہ جس کی خاطر یہ راز فاش کروں۔ سوال از ہمت۔ فرمایا کہ نفس انسان کا از حب دُنیا و روح اوس کا از تعلق عقبےٰ و دل اسکا از ارادت خالی ہو جاوے اور بجائے اُسکے ارادت مولیٰ آجاوے اور سر اُسکا از تعلق کونین جدا

ہو جاوے۔ اگرچہ ایک لمحہ ہی ہو۔ سوال فرمایا کہ حقیقت وہ ہے کہ جہاں ضد اُسکا منافی نہیں۔ اور نہ کوئی اُسکا منافی ہے۔ کل اضداد وہاں باقی ہیں۔ اور اُس کے مقابل جملہ منافی باطل ہیں۔ سوال از اعلیٰ درجات ذکر۔ فرمایا دل میں اشارت حق کا اثر معلوم کرنا بشرط اتقاء عنایت سابقہ جسمیں نسیان و غفلت کچھ نقصان نہیں کرتی اسوقت خاموشی و دم لینا اور چلنا سب اذکار ہیں۔ یہی ذکر کثیر ہے کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن شریف میں فرمایا ہے۔ اور حسن الذکر وہ ہے کہ جسکو واردات مالک جبار کے جوش میں لاویں۔ اور محل اسرار میں پوشیدہ ہو جاوے سوال از شوق۔ فرمایا کہ احسن الاشواق وہ ہے کہ از مشاہدہ ہو لقاء سے فتور نہیں پاتا۔ اور رویت پر سکون نہیں ہوتا۔ اور انس سے زائل نہیں ہوتا۔ بلکہ جسقدر لقاء زیادہ ہو یہی زیادہ ہوتا ہے اور یہ شوق صحیح تب ہی ہوتا ہے کہ جب اپنے علوم سے مجرد ہو جاوے۔ اور موافقت روح و متابعت ہمت و حظ نفس علتیں ہیں۔ شوق ان اسباب سے مجرد ہوتا ہے سوال از توکل۔ فرمایا اشتغال بحق تعالیٰ و غیر کو بھول کر از ماسوائے غنی ہو جانا۔ غنی کی حشمت کا دور ہونا۔ اور چشم معرفت غیر مقدورات کو ملاحظہ کرے۔ و خروج از حول و قوت خود بسکون برب الارباب۔ سوال از انابت۔ جواب انابت طلب مجاوزت از مقامات اور حذر کرنا از توقف بر درجات و ترقی کرنی بر اعلیٰ مکنونات اعتماد ہمت بر صدر مجالس حضرت پھر رجوع از کل بسوئے حق۔ ایضاً رجوع از حق بسوئے حق حذراً از ہوشیاری سے اور از غیر حق بسوئے حق رغباً و از جملہ تعلقات رہباً سوال از فرق مابین انا حسین کے اور انا ابلیس کے کہ قائل اول بھی سبب کہنے سے قریب ہوا۔ اور قائل ثانی مردود ہوا۔ اسکا باعث کیا ہے۔ جواب حلاج نے انا سے اپنے فناء کا

قصد کیا کہ وہ باقی رہے۔ اسکو مجلس وصال میں پہونچایا گیا۔ اور خلعت بقا اُسکو عطا ہوا۔ اور ابلیس نے قصد اپنے بقا کا کیا۔ اس کی ولایت سلب ہوئی۔ اور درجہ پست ہُوا اور لعنت بلند۔ سوال از توبہ۔ جواب توبہ حق کی یہ ہے کہ رجوع حق تعالیٰ کا بسوے عنایت سابقہ قدیمہ اپنی کے جو نسبت بندہ کی تھی۔ جب یہ نظر ہوتی ہے تو دل بندہ کا ہر جہت فاسدہ سے منحرف ہو کر منجذب بسوئے حق ہو جاتا ہے۔ روح و عقل تابع و موافق اس کے ہو جاتے ہیں۔ اور توبہ صحیح ہو جاتی ہے۔ سوال از اخلاص۔ جواب حقیقت اخلاص کی ارتفاع ہمت از طلب عوض۔ سوال از دنیا۔ جواب دنیا کو دل سے طرف ہاتھ کے نکال سو تجھ کو ایذا نہ دیوے گی۔ سوال از تصوف۔ فرمایا صوفی وہ ہے کہ اپنے مطلوب کو مراد حق جانے اور دنیا کو پس پشت ڈال دیوے۔ دنیا اُس کی خدمت کرے اور اُسکو دنیا میں قبل از آخرت مطلوب حاصل ہو۔ یہی اسپر رب کا سلام ہے۔ سوال از فرق مابین تعزز و تکبر۔ جواب تعزز وہ ہے کہ اللہ کے واسطے اور راہ خدا میں ہو۔ اُسکا فائدہ رام کرنا نفس کا ہے۔ اور ارتفاع ہمت بسوے اللہ تعالیٰ۔ اور تکبر وہ ہے کہ نفس کے واسطے اور ہوائے نفسانی کے راہ میں ہو۔ فایدہ اُسکا ہیجان طبع کا۔ کبر طبعی کبر مکتسب سے اسہل ہے۔ سوال از شکر۔ جواب شکر اُس نعمت منعم کا نام ہے کہ بر وجہ خضوع و مشاہدہ منت و حفظ حرمت براہ معرفت و عجز بہ شکر ہو۔ اور شکر زبان کا اقرار نعمت با وصف عاجزی ہے۔ اور شکر عمل ارکان خدمت گذاری با وقار ہے۔ شکر قلبی قیام و آرام ہے کہ بلحاظ شہود با مداومت حفظ حرمت ہو۔ شاکر وہ ہے کہ موجود پر شکر گذار ہو۔ اور شکور وہ ہے کہ مفقود پر شکر گذار ہو۔ حامد وہ ہے کہ منع کو عطا دیکھے۔ اور ضرر کو نفع سمجھے۔ اور دونوں وصف اسکے نزدیک برابر ہوں۔ سوال از

وجہ تقدم ذکر عباد بر ذکر حق تعالیٰ در قول عزوجل فَاذْكُرُونِي أَذْكُرْكُمْ واز باعث تقدم محبت حق تعالیٰ بر محبت عباد۔ در قول عزوجل يُحِبُّهُمْ وَيُحِبُّونَهُ جواب ذکر مقام طلب کسب کا ہے۔ اور طلب مقدمہ عطا کا ہے۔ لہٰذا ذکر عباد مقدم فرمایا۔ اور محبت تحفہ آلہیہ ہے محض قدرت سے۔ بندہ کا اسمیں کچھ دخل نہیں۔ اور اُسکا وجود بندہ میں صحیح نہیں ہوتا جب تک کہ جانب غیب سے بر دست مشیت ظاہر نہ ہووے۔ عبد ساقط الکسب ہے مفقود السبب۔ لہٰذا محبت حق تعالیٰ کی ہماری محبت پر مقدم ہوئی سوال از صبر۔ جواب وقوف مع البلاء و اثبات مع اللہ تعالیٰ اور قبول کرنا احکام باریتعالیٰ کو بخوشی اور کشادہ دل رہنا با احکام کتاب اللہ و سنت رسول اللہ صلعم صبر للہ امتثال امر و انتہا بہ نہی کا نام ہے۔ اور صبر مع اللہ یہ ہے کہ سکون با وقار زیر حکم قضاء و اظہار معناء در فقر ہو۔ اور صبر علی اللہ یہ ہے کہ میلان بسوئے وعدہ خدا کے ہو۔ دنیا سے آخرت کی طرف جانا مومن پر سہل ہے۔ اور خلقت کو چھوڑ کر خدا کی طرف جانا شدید ہے۔ اور نفس سے اللہ کیطرف جانا اشد ہے۔ اور صبر مع اللہ تعالیٰ اشد ہے فقیر صابر غنی شاکر سے افضل ہے۔ فقیر شاکر دونوں سے افضل ہے۔ فقیر صابر و شاکر سب سے افضل ہے۔ بلاء جسکو پہچانتی ہے اوسیکو طلب کرتی ہے سوال از حسن خلق۔ جواب جفائے خلق بعد مطالعہ حق بندہ میں اثر نہ کرے۔ اپنے نفس کو اور اُسکی خصلت کو اچھی طرح سخت جاننا۔ اور خلقت کو بلحاظ ایمان و حکمت جو اُنمیں ودیعت ہے بڑا جاننا۔ افضل مناقب عبد ہے اور اوسکے ساتھ مردوں کے جوہر ظاہر ہوتے ہیں۔ سوال از صدق۔ جواب صدق در قول موافقت ضمیر مع القول کا نام ہے۔ اور صدق در اعمال اقامت اعمال کی اس طرح پر کہ حقتعالی دیکھتا ہے اور بندہ خود نہ دیکھے۔ اور صدق در احوال یہ کہ

خاطر حق کو قائم کر کے سلوک کرے کہ مطالعہ رقیب منازعت فقیہ اوسکی صفائی کو مکدر
نہ کرے سوال از فناء - جواب یہ کہ اللہ تعالیٰ سر دلی کو بادنے تجلی دیکھے کہ خیال کل عالم
کا اُس سے دور ہو جاوے سوال از بقاء - جواب بقاء بلا اتقاء نہیں ہوتا - اور لقا مثل لمحہ
بصر کے یا اقرب اُس سے ہوتا ہے - اور علامت اہل بقاء کی یہ ہے کہ اُس وصف میں
اُسکے ساتھ کوئی شے فانی نہ ہووے - سوال از وفاء - جواب رعایت حقوق اللہ تعالیٰ
کی حرمات میں کہ سر و نظر کے ساتھ اون کو مطالعہ نہ کرے و محافظت حدود اللہ قولاً فعلاً
و مسارعت بسوئے رضاء اللہ کلاً سراً و جہراً سوال از رضاء - جواب ازالہ التردد و اتفاق
مع سابقہ ازلی و نزول قضاء کی طرف دل نہ پھیرنا یعنی دل موافق قضاء کے رہے سوال از
ارادات - جواب تکرار فکر در دل بمادہ حرص اوس چیز کے جسکا ذکر آیا ہو - سوال از عنایت
جواب عنایت ازلیہ صفت اللہ کی ہے وہ کسی کے لئے ظاہر نہیں کی گئی - وہاں تک
رسائی بوسیلہ نہیں ہوتی - اور کسی طرح اوس میں تغیر و تبدل نہیں ہوتا - وہ سر ہے اللہ
تعالیٰ کا اُسی کے ساتھ ہے کوئی اُسپر مطلع نہیں ہوتا - عنایت سابقہ کیواسطے جسے
چاہا لایق کر دیا - اور عنایت پر اہلیت و معرفت رکھی ہے - پھر روئیت اختیار خلقت کو
دیا عطاء بر روئیت اختیار رکھی - پھر روئیت عطا پر توفیق رکھی - پھر روئیت کو توفیق پر قبول
رکھا - پھر روئیت قبول پر ثواب رکھا - اور علامت اوس کی کہ جسپر عنایت ازلی ہوا سرو
سالب حبس قید ہے - یعنی ہر حرکت و کام سے روک کر اختیار لے لینا پھر دربار قدسی میں
محبوس کر کے بزنجیر حرمت مقید کر دینا - سو وہ اللہ ہی کے پاس مقید رہتا ہے سوال
از وجد - جواب مشغول ہونا روح کا ساتھ حلاوت ذکر کے - اور مشغول ہونا نفس کا ساتھ
خوشی کے - اور باقی رہنا سر کا فارغ از ماسوی - ہونا محب کا ساتھ حق کے خالی از رقیب

جواب دیگر - وجد شراب ہے کہ مولی اپنے ولی کو منبر کرامت پر پلاتا ہے تو اوسکا دل بترنجے
اُنس طیران کر کے ریاض قدس میں پہونچتا ہے - پھر ہیبت کے دریاؤں میں گر کر بیہوش ہو جاتا
ہے (فائدہ) خوف چند اقسام ہے - خوف بڑے گنہگاراں - رہبت عباد کو - خشیت علماء
کو وجد محبونکو ہیبت عارفوں کو - گنہگارونکو خوف عذاب سے ہے - اور عباد کو فوات ثواب
عبادات سے - اور علماء کو شرک خفی سے در طاعات اور محبونکو فوات لقاء سے اور عارفونکو
ہیبت و تعظیم سے - یہ سخت خوف ہے کبھی دور نہیں ہوتا - یہ سب اقسام خوف کے
سکون پذیر ہوتے ہیں - جب رحمت و لطف اُن کے ساتھ بندہ کو قریب کر دیوے -
سوال از رجاء - جواب رجاء اولیاء اللہ حسن ظن مع اللہ کا نام ہے - اور حسن ظن
مع اللہ معرفت بجمیع صفاتہ کا نام ہے جو بندہ پر اللہ سے فائض ہوئے ہیں اور نیز حسن ظن -
تعلیق ہمت بر سابقہ نظر عنایت کا نام ہے - نیز نظر قلب بسوئے رب بلا طمع فواد و بلا تمنائے نفس و
روح ہے - رجاء عوام تب ہوتی ہے کہ جب اکثر اسباب تیار ہو جاویں - اور جب اکثر اسباب جمع ہوں
تو طمع ہو در ضمن رجاء - اور رجاء بلا خوف امن ہوتا ہے - اور خوف بلا رجاء قنوط ہے یعنی (مایوسی)
سوال از علم الیقین - جواب جمع کرنا خبر اور معرفت کو دلیل سے سوال از موافقت - جواب
دل قضائے الٰہی کے ساتھ موافقت کرے بلا عجز بشریت کے - سوال از دعاء - جواب دعا
تین درجہ پر ہے ایک تصریح دوم تعریض سوم اشارت - تصریح قول موسیٰ علیہ السلام رب ارنی
انظر الیک - تعریض قول نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا لا تکلنا الی انفسنا طرفۃ عین اور اشارت
قول ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام کا رب ارنی کیف تحی الموتی - اشارت کرتے ہیں طرف روئیت کی -
سوال از حیاء - جواب حیا یہ ہے کہ بندہ اللہ کے اور حق اللہ کا ادا نکرے - اور اللہ کیطرف
ساتھ عمل نالایق شان الٰہی کے متوجہ ہوئے - اور اللہ تعالیٰ سے اوس چیز کی تمنا کرے -

جس کا اپنے آپ کو مستحق نہیں جانتا۔ اور معاصی کو حیاءً ترک کرے نہ خوفاً۔ اور طاعت کے ادا کرنے میں اپنے آپ کو تقصیروار جانے۔ اور حق تعالیٰ کو اپنے دل پر مطلع جانے اور حیاء کرے۔ اور گاہے گاہے حیاء اوس سے پیدا ہوتا ہے کہ جب حجاب دل و ہیبت کا نہ رہے۔ سوال از مشاہدہ۔ جواب کونین سے اندھا ہو جانا۔ از چشم دل اور مطالعہ کرنا بچشم معرفت بغیر توہم استدراک و طمع و تصور و تکیف و بغیر طلب ادراک۔ اور نیز یہ کہ اطلاع قلب کی بصفاء یقین اوس غیب پر جس کی اللہ تعالیٰ نے خبر دی ہے۔ سوال از قرب۔ جواب طے مسافات بلطف مداناۃ۔ سوال از سکر۔ جواب جوش دل بروقت معارضہ کرنے ذکر محبوب کے۔ اور خوف اضطراب قلب از سطوات محبوب۔ اور یقین نام ہے تحقیق کرنیکا اسرار کو ساتھ احکام معنیات کے اور وصل اتصال محبوب اور انقطاع از ماسویٰ کا نام ہے۔ اور انبساط دور کرنا احتشام کا بروقت سوال اور غیبت در ذکر یہ ہے کہ بندہ بروقت ذکر اپنے نفس کو دیکھے۔ اور حق سے غائب ہووے۔ اور غیبت حرام ہے۔ اور ترک احترام بروقت مشاہدہ حرام ہے۔ اور غیبوبت محبت کے ساتھ غیر مقصود ہے۔ پس جب ارادت قوی ہو۔ اور ذکر اوسکے ساتھ متصل ہو جاوے۔ اور مراد کی طلب شدید ہو جاوے۔ تو محبت پیدا ہو جاتی ہے۔ اور جب مراد قلب پر مستولی و متسلط ہو جاوے اور ارادت غیر محبوب کا ساقط ہو جاوے تو اس حالت کا نام محبت خالص ہے۔ پس جب بندہ حق کا ذکر کرے تو وہ محب ہے۔ اور جب حق بندہ کو یاد کرے۔ اور بندہ سے تو بندہ محبوب ہے۔ اور خلق حجاب ہے نفس سے اور نفس حجاب ہے حق سے۔ بندہ جبتک خلق کو دیکھتا ہے تو نفس نظر نہیں آتا۔ اور جبتک نفس کو دیکھتا ہے تو رب نظر نہیں آتا۔ اور فقر موت ہے۔ لوگ چاہتے ہیں کہ

اوس میں جیتے رہیں۔ اور قال کی پیروی عام لوگ کرتے ہیں۔ اور حال کی خاص اور جب حق تعالیٰ بندہ کے ساتھ انبساط کرتا ہے تو بندہ منبسط ہو جاتا ہے۔ اور رخصت عزیمت ہو جاتی ہے۔ اور عزیمت میں رہبری ہے۔ اور رخصت ناقص الایمان کے واسطے ہے۔ عزیمت کامل الایمان کے واسطے۔ **حکایت** حضرت شیخ قدس سرہٗ کے پیش قاری نے پڑھا لِمَنِ الْمُلْكُ الْيَوْمَ یعنے آج کس کے لئے ملک ہے تو حضرت ایستادہ ہو کر اشارہ فرما کر فرماتے رہے مَنْ يَّقُوْلُ الْمُلْكُ لِيْ یعنے کون کہتا ہے کہ ملک میرا ہے۔ و سب لوگ حضرت کی متابعت میں ایستادہ تھے جب حضرت نے یہ لفظ بار بار فرمایا تو شیخ احمد دیوان جو بڑا صالح تھا بولا کہ میں کہتا ہوں اَلْمُلْكُ لِيْ یعنے ملک میرا ہے۔ کیونکہ وہ ذات اللہ میرا ہے اور مجھ جیسا اوسکا کوئی نہیں۔ پس حضرت نے اوسکو سخت جھڑکا اور فرمایا احمق کب تو اوس کا ہوا تھا کہ وہ تیرا ہوتا تو نے کب دیکھا ہے بلاء کو کہ تیری حمی کے پاس آئی ہو۔ اور تو نے اوسکی خاطر سر نیچے ڈالدیا ہو۔ سو تو دور ہو جا پس شیخ احمد جامہ چاک کر کے بیابان کو چلا گیا۔ اور حضرت شیخ رضی اللہ عنہ نے جو رتبہ قطبیت کا پایا سب کچھ بواسطہ اپنی جد امجد علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بوجہ اتم و اکمل حاصل کیا حضرت شیخ قدس سرہ کے مناقب میں بڑے بڑے علماء و اولیاء کتابیں لکھ گئے ہیں اوس کی تفصیل کی رسالہ میں گنجایش نہیں منجملہ اونکے امام یافعی اور مجدالدین صاحب قاموس اور علامہ قسطلانی اور موسیٰ نوبنتی ہیں اور قطبیں اولیاء اللہ جن کے مناقب اور القاب کتاب بہجت الاسرار میں صریح ہیں۔ سب مداح حضرت شیخ کے ہیں منجملہ اون کے شیخ قضیب البان موصلی رہے ہیں جو اکثر حضرت کی خدمت میں حاضر ہوا کرتا تھا۔ اور ہیں حضرت شیخ و شیخ عدی بن مسافر کے خط و پیغام لاتا تھا اور وہ کہتے ہیں کہ حضرت شیخ رضی اللہ عنہ سر گروہ محبین کے ہیں اور قدوۃ السالکین و امام الصدیقین و حجۃ العارفین و صدر المقربین ہیں۔ غرض

جو کچھ بزرگوں نے فرمایا ہے۔ اپنے اعتقاد کو ظاہر کیا ہے لیکن اصل حقیقت حضرت شیخ کو معلوم تھی اور جو کیفیت اپنی ذات مبارک پر وارد تھی۔ دوسرے کو معلوم نہیں سو بیان کن اوس حقیقت کا جو حضرت نے فرمایا وہی بجا اور صحیح ہے اور حضرت کے قصاید عربی میں بہت ہیں جنسے فضیلت کمال قطب الاقطاب غوث پر ثابت ہے قصیدہ اور یہ آپکا مشہور ہے اوسکے مطالعہ کرنے سے صاف واضح ہوتا ہے کہ آپکی فضیلت سب سے زیادہ ہے باستثنا اصحاب کبار رض و ائمہ اہل بیت اطہار

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

مَا فِي الصَّبَابَةِ مَنْهَلٌ مُسْتَعْذَبٌ ۔ اِلَّا وَلِي فِيهِ الْاَلَذُّ الْاَطْيَبُ

نہیں عشق میں کوئی چشمہ شیریں ۔ مگر میرے لئے اسمیں لذیذ شیریں ہے

اَوْ فِي الْوِصَالِ مَكَانَةٌ مَخْصُوصَةٌ ۔ اِلَّا وَمَنْزِلَتِي اَعَزُّ وَاَقْرَبُ

یا وصل میں کوئی مرتبہ خاص نہیں ۔ مگر میرا مرتبہ بہت عزت والا و قرب والا ہے

وَهَبَتْ لِيَ الْاَيَّامُ رَوْنَقَ صَفْوِهَا ۔ فَحَلَتْ مَنَاهِلُهَا وَطَابَ الْمَشْرَبُ

بخشی ہے مجکو دنوں نے رونق اپنی صفائی کی ۔ سو شیریں ہوگئے چشمے اونکے اور پاک ہوگیا گھاٹ

وَغَدَوْتُ مَخْطُوبًا لِكُلِّ كَرِيمَةٍ ۔ لَا يَهْتَدِي فِيهَا اللَّبِيبُ فَيَخْطُبُ

اور ہوگیا میں مطلوب ہر ایک بزرگی کا ۔ جس بزرگی کی طرف دانا راہ نہیں پاتا کہ

اَنَا مِنْ رِجَالٍ لَا يَخَافُ جَلِيسُهُمْ ۔ رَيْبَ الزَّمَانِ وَلَا يَرَى مَا يَرْهَبُ

میں اون مردوں سے ہوں کہ اونکا ہمنشین نہیں ڈرتا ۔ گردش زمانہ سے اور نہیں دیکھتا اس چیز کو جس سے ڈرے

قَوْمٌ لَهُمْ فِي كُلِّ مَجْدٍ رُتْبَةٌ ۔ عُلْوِيَّةٌ وَبِكُلِّ جَيْشٍ مَوْكِبُ

وہ قوم ہیں اونکے واسطے ہر بزرگی میں رتبہ ہے ۔ بلند اور ہر لشکر میں خاص سواری ہے جسکو

اَنَا بُلْبُلُ الْاَفْرَاحِ اَمْلَأُ دَوْحَهَا ۔ اَرَبًا وَفِي الْعَلْيَاءِ بَازٌ اَشْهَبُ

میں بلبل خوشیوں کا ہوں بھرتا ہوں اونکے ۔ درختوں کو دانائی سے اور بلندی میں باز سپید ہوں

اَضْحَتْ جُيُوشُ الْحُبِّ تَحْتَ مَشِيئَتِي ۔ طَوْعًا وَمَهْمَا رُمْتُهُ لَا يَعْزُبُ

ہوگئے سب لشکر عشق کے میرے ارادہ کے تحت میں خوشی سے ۔ اور جب اوسکا قصد کرتا ہوں تو وہ غائب نہیں ہوتا

اَصْبَحْتُ لَا اَمَلًا وَلَا اُمْنِيَّةً ۔ اَرْجُو وَلَا مَوْعُودَةً اَتَرَقَّبُ

ہوگیا میں کہ نہ کوئی امید ہے اور نہ آرزو ہے ۔ کہ جس کی مجھے انتظار ہو اور نہ وعدہ ہے جسکا میں

مَا زِلْتُ اَرْتَعُ فِي مَيَادِينِ الرِّضَا ۔ حَتَّى بَلَغْتُ مَكَانَةً لَا تُوهَبُ

ہمیشہ میں پھرتا و چرتا رہا رضا کے میدانوں میں ۔ یہانتک کہ میں پہنچا ایسے مرتبہ میں کہ نہیں بخشا جاتا

اَضْحَى الزَّمَانُ كَحُلَّةٍ مَرْقُومَةٍ ۔ تَزْهُو وَنَحْنُ لَهُ الطِّرَازُ الْمُذْهَبُ

ہوگیا زمانہ مثل دوہری چادر منقش کے ۔ چمک رہی ہے وہ ہم اوسکا نقش ہیں سنہری

اَفَلَتْ شُمُوسُ الْاَوَّلِينَ وَشَمْسُنَا ۔ اَبَدًا عَلَى فَلَكِ الْعُلَى لَا تَغْرُبُ

غروب ہوگئے آفتاب پہلے لوگوں کے اور ہمارا آفتاب ۔ ہمیشہ آسمان بلندی پر ہے غروب نہیں کریگا

قدمت

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اہل بیت قطب ابدی ہیں اور اب بھی متصرف باذن اللہ تعالی ہیں اور معنی باز اشہب کے نزدیک صوفیہ کرام کے یہ ہیں کہ ولی اپنے احوال میں متمکن ہو اور طوارق و واردات آئیندہ رجات سے اوسکو جنبش نہ دیویں بظاہر ہو با خلق ہو اور بسریرہ با حق۔ صورت اوسکی روشن ہو اور ہمت اوسکی بلند اور وہ مددگار خائفین کا ہو اور حافظ عارفین کا۔

کتاب فتح المومنین میں صفحہ ۲۱ جو حضرت شیخ کے مناقب میں ہے لکھا ہے کہ حضرت شیخ نے فرمایا کہ میں نے خواب میں دیکھا کہ ام المومنین حضرت عائشہ رض کے گود میں ہوں اور ندی میں لیٹے داہنے پستان سے دودھ چوسا پھر بائیں سے پیا۔ پھر حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اندر آئے

اور فرمایا اے عائشہ رض یہ ہمارا ولد ہے بالتحقیق اور اول جس نے حضرت کو باز اشہب کا لقب دیا ہے شیخ عقیل رضی اللہ تعالیٰ عنہ تھے ✣

قصیدہ دوسرا

طُفْ بِحَانِي سَبْعًا وَلُذْ بِذِمَامِي ۔ وَتَجَسَّسْ دَلِّي وَزُرْنِي كُلَّ عَامِ

طواف کر میرے گھر کا سات بار اور پناہ لے میرے عہد کی ۔ اور آگے ہو گھیر بارے واسطے زیارت میرے ہر سال

اَنَا سِرُّ الْاَسْرَارِ مِنْ سِرِّ سِرِّي ۔ كَعْبَتِي رَاحَتِي وَكَعْبِي مُدَامِي

میں راز ہوں رازوں کا راز در راز اپنے سے ۔ مرا کعبہ مرا صحن ہو اور انبساط مرا شراب ہے

اَنَا شَمْسُ الْعُلُومِ وَالدَّرْسُ شُغْلِي ۔ اَنَا شَيْخُ الْوَرٰى وَكُلِّ اِمَامِي

میں آفتاب ہوں سارے علموں کا اور درس میرا شغل ہے ۔ میں پیشوا کل خلقت کا ہوں اور کل اماموں کا

اَنَا فِي مَجْلِسِي رَبِّي الْعَرْشُ حَقًّا ۔ وَجَمِيعُ الْاَمْلَاكِ فِيهِ قِيَامِ

میں اپنی مجلس میں ہوں بحالیکہ تو دیکھے عرش کو تحقیق ۔ اور سارے فرشتوں کو اوس میں ایستادہ

قَالَتِ الْاَوْلِيَا جَمِيعًا بِجَزْمٍ ۔ اَنْتَ قُطْبٌ عَلٰى جَمِيعِ الْاَنَامِ

کہا سارے ولیوں نے پختہ عزم سے ۔ کہ آپ قطب ہو ساری خلقت پر

قُلْتُ كُفُّوا اَنْتُمْ اسْمَعُوا نَصَّ قَوْلِي ۔ اِنَّمَا الْقُطْبُ خَادِمِي وَغُلَامِي

میں نے کہا ٹھہرو پھر سنو صریح بات میری ۔ قطب میرا خادم و غلام ہی ہے

كُلُّ قُطْبٍ يَطُوفُ بِالْبَيْتِ سَبْعًا ۔ وَاَنَا الْبَيْتُ طَائِفٌ بِخِيَامِي

ہر قطب طواف کرتا ہے بیت اللہ کا سات دفعہ ۔ اور میں بیت اللہ ہوں طواف کرتا ہوں اپنے خیموں کا

كَشْفُ الْحُجُبِ وَالسُّتُورِ لِحُبِّي ۔ وَدَعَانِي لِحَضْرَتِي وَمَقَامِي

کھلنا پردوں کا واسطے محبت میری کے ہے ۔ اور مجھکو بلایا ہے واسطے حضور میرے کے و مقام میرے کے

فَاخْتَرَقْتُ السُّتُورَ جَمْعًا لِحُبِّي ۔ عِنْدَ عَرْشِ الْاِلٰهِ كَانَ مَقَامِي

پس پھٹ گئے سارے پردے میری محبت کے لئے ۔ نزدیک عرش خداتعالیٰ کے تھا مقام میرا

وَكَسَانِي بِتَاجِ تَشْرِيفِ عِزٍّ ۔ وَطِرَازٍ وَخِلْعَةٍ بِاخْتِتَامِ

اور پہنایا مجھکو تاج تشریف عزت کا ۔ اور طراز و خلعت ختم اولایت کا

فَرَسُ الْعِزِّ تَحْتَ سَرْجِ جَوَادِي ۔ وَرِكَابِي عَالٍ وَعِنْدِي حِمَامِي

گھوڑا عزت کا تلے زین مری اصیل گھوڑے کے ہے ۔ اور رکاب مری بلند ہے اور میان مرا حمایت کرنیوالا

وَاِذَا مَا جَذَبْتُ قَوْسَ مَرَامِي ۔ كَانَ نَارُ الْجَحِيمِ مِنْهَا سِهَامِي

اور جب میں کھینچتا ہوں کمان اپنے مطلب کی ۔ ہوتی ہے آتش دوزخ کی اوس سے تیر مری

سَائِرُ الْاَرْضِ كُلِّهَا تَحْتَ حُكْمِي ۔ وَهِيَ فِي قَبْضَتِي كَفَرْخِ الْحَمَامِ

ساری زمین مرے حکم کے تلے ہے ۔ اور وہ مری قبضہ میں ہے مثل بچہ کبوتر کے

مَطْلَعُ الشَّمْسِ ثُمَّ اَقْصَى الْغُرُوبِ ۔ خُطْوَتِي وَاَقَلُّهَا بِاهْتِمَامِ

مشرق آفتاب اور نہایت مغرب ۔ مرا ایک قدم ہے اور اسی کو کم ہے ساتھ ہمت کے

اَمُرِيدِي لَكَ الْهَنَا بِدَوَامِ ۔ عِشْ عَزِيزًا بِرِفْعَةٍ وَاحْتِرَامِ

اے میرے مرید واسطے تیرے ہو مبارک ہمیشہ کی ۔ زندگی عزت اور بلندی اور حرمت کی

وَمُرِيدِي اِذَا دَعَانِي بِشَرْقٍ ۔ اَوْ بِغَرْبٍ اَوْ نَازِلٍ بِحَرَامِ

اور مرا مرید جب پکارے مجھکو مشرق میں ۔ یا مغرب میں یا تلے دریا چڑھے ہوئے کے

اُغِثْهُ لَوْ كَانَ فَوْقَ هَوَاءٍ ۔ اَنَا سَيْفُ الْقَضَا لِكُلِّ خِصَامِ

اوس کی فریاد کو پہونچونگا اگر ہوا پر ہو ۔ میں تلوار ہوں قضا کی واسطے ہر خصومت کے

اَنَا فِي الْحَشْرِ شَافِعٌ لِمُرِيدِي ۔ عِنْدَ رَبِّي فَلَا يُرَدُّ كَلَامِي

میں قیامت میں خارش کرنیوالا ہوں اپنے مرید کا
اپنے رب کے پاس میری کلام ردنہ کی جاوگی

أنا شيخ وصالح وولي
أنا قطب وقدوة للأنام

میں شیخ الاسلام ہوں اور مقبول عنداللہ دوست خدا
میں قطب ہوں اور پیشوا خلق کا

أنا عبد القادر طاب وقتي
جدي المصطفى شفيع الأنام

میں عبدالقادر ہوں خوش ہوا وقت مرا
جد مری مصطفے صلعم ہیں شفاعت کرنیوالے خلق کے

فعليه الصلوة في كل وقت
وعلى آله بطول الدوام

پس اون پر صلوۃ ہو ہر وقت میں
اور اونکی آل پر ساتھ درازی دوام کے

ایضاً قصیدہ منہ قدس سرہ

سقاني حبيبي من شراب ذوي المجد
فأسكرني حقا فغبت على وجدي

میرے حبیب نے مجھکو پلائی شراب بزرگی والوں کی
سو اوسنے مجھکو مست کردیا سچا پس غایب ہو گیا اپنے وجد میں

وأجلسني في قاب قوسين سيدي
على منبر التخصيص في حضرة المجد

اور بٹھایا مجھکو قاب قوسین کے مقام میں میرے سردار نے
اوپر منبر تخلیص کے اندر دربار بزرگی کے

حضرت مع الأقطاب في حضرة اللقاء
فغبت به عنهم وشاهدها وحدي

میں حاضر ہوا ساتھ اقطاب کے دربار دیدار میں
سو میں غایب ہو گیا اوسکے ساتھ اونسے اور دیکھا اکیلے

فما شرب العشاق إلا بقيتي
وفضلة كاسات بها شربوا بعدي

پس نہ پیا عاشقوں نے مگر میرا جوٹھا
اور پس ماندہ پیالوں کا اوسمیں پیا مرے بعد

ولو شربوا ما قد شربت وعاينوا
من الحضرة العليا شراب ذوي الود

اگر پیتے وہ جو میں نے پیا اور دیکھتے
دربار عالی سے شراب دوستوں کا

لأمسوا سكارى قبل أن يقربوا
وأمسوا حيارى من مصادمة الورد

البتہ ہوجاتے مست قبل از قریب ہونیکے
اور ہوجاتے حیران ازدحام اترنے سے

أنا البدر في الدنيا وغيري كواكب
وكل فتى يهوى فذالكم عبدي

میں بدر ہوں دنیا میں اور دوسرے ستارے ہیں
اور سارے جوانمرد عاشق مرے غلام ہیں

وبحري محيط بالبحار بأسرها
وعلمي حوى ما كان قبلي وما بعدي

اور دریا مرا محیط ہے سارے دریاؤں کو
اور علم مرا حاوی ہے اول و آخر کو

وسري له الأسرار تزجر في الدجى
كزجر سحاب الأفق من ملك الرعد

اور مرے راز کے رازیں تاریک رات میں چلتی ہیں
جیسا کہ افق کا ابر فرشتہ رعد سے چلتا ہے

فإن شئت أن تحظى بعز وقربة
فداوم على حبي وحافظ على عهدي

پس اگر تو چاہی کہ عزت و قربت سے بہرہ پاوے
تو مری محبت پر دائم رہو اور میرے قول پر قائم

وصایا حضرت شیخ قدس سرہ

حضرت عبدالوہاب رضی اللہ عنہ نے حضرت غوث الاعظم قدس سرہ سے وصیت طلب کی فرمایا تقوی اللہ تعالی کا کرنا اور کسی سے خوف نکرنا مگر اللہ تعالی سے اور سوای اللہ تعالے کے دوسرے سے امید نہ کرنی ۔ اور کل حاجات اللہ تعالے کے سپرد کردینی اور اوسی سے طلب کرنی اور بغیر اللہ تعالی کے کسی چیز سے لذت نہ پکڑنی اور اللہ تعالی کے بغیر کسی پر اعتماد نہ کرنا اور حضرت غوث اعظم قدس سرہ کی بڑی وصیت یہ بھی تھی کہ یہ طریقہ ہمارا اسپر مبنی ہے ۔ کتاب اللہ و سنت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم و سلامت صدر و سماحت نفس و سخاوت دست و کشادہ پیشانی و بذل مال و کف اذی و عفو از لغزشہاے برادران

اور نیز یہ ہے کہ حفظ حرمت مشائخ و حسن معاشرت بہ برادران و نصیحت خورد و بزرگ کو و ترک خصومات دنیاوی۔ مگر دینی چاہیئے و ملازمت ایثار (یعنے اپنی حاجت ہوتے ہوئے دوسرے کو دینا) و دور رہنا کثرت اموال سے و ترک صحبت اوس سے جسکے طبقہ میں داخل ہووے۔ و معاونت امور کی دین و دنیا میں اور نیز یہ ہے کہ حقیقت فقر کی یہ ہے کہ اپنے مثل کی طرف محتاج نہ ہونا اور حقیقت غنا کی یہ ہے کہ اپنے مثل سے غنی ہونا۔ اور تصوف قیل و قال سے نہیں لیا گیا لیکن تصوف گرسنگی اور ترک دنیا و قطع شہوات و محبوبات سے لیا گیا ہے اور نیز یہ کہ تصوف مبنی ہے آٹھ خصال پر۔ سخاوت۔ رضا۔ صبر۔ اشارت۔ غربت۔ لباس صوف۔ سیاحت۔ فقر۔ سخاوت حضرت ابراھیم خلیل اللہ علیہ السلام کیواسطے ہے جو جد ہیں انبیائے کرام کے۔ اور رضا حضرت اسمٰعیل علیہ السلام ذبیح اللہ کے واسطے ہے۔ اور صبر نبی ایوب علیہ السلام کے لئے۔ اور اشارت حضرت زکریا علیہ السلام کے لئے۔ اور غربت حضرت یوسف علیہ السلام کے لئے۔ اور لبس صوف حضرت یحییٰ علیہ السلام کے لئے۔ اور سیاحت حضرت عیسےٰ علیہ السلام کے لئے۔ اور فقر مری جد امجد محمد مصطفےٰ خاتم المرسلین علیہ الصلوٰۃ والسلام کے لئے ہے۔ اور نیز یہ کہ با اول اغنیاء کی صحبت میں غنی نہ کر با عزت رہنا۔ اور فقرا کی صحبت میں فقیر نہ کر رام رہنا اور اخلاص لازم کرنا اور اخلاص نام ہے اس وصف کا کہ خلق کو فراموش کر کے ہمیشہ خالق کو دیکھتا رہے اور اللہ تعالیٰ کو کسی شئے میں متہم نہ کرے اور ہر حال میں اللہ کے ساتھ آرام پذیر ہووے اور دوستی کے اعتماد پر کسی بھائی کا حق تلف نہ کرنا اللہ تعالیٰ نے ہر مومن پر دوسرے مومن کا حق فرمایا ہے اور خدمت فقرا کی کرنا جو کوئی فقرا کے ساتھ تین طرح پیش آئے تو اضع و حسن ادب

و سخاوت نفس تو خدا تعالیٰ اوسکو معزز رکھتا ہے۔ اور نیز فقیر وہ ہے کہ بغیر اللہ تعالیٰ کے کسی چیز کے ساتھ مستغنی نہو۔ اور صولت فقیروں پر مذموم ہے اور امیروں پر حماقت۔ یہی نصائح اولاد و مریدوں کو کافی ہیں۔ اسامی اولاد امجاد شیخ عبد الوہاب شیخ عبد الرزاق و شیخ عبد العزیز و شیخ عبد الجبار شیخ عبد الغفور شیخ عبد الغنی شیخ صالح شیخ محمد شیخ موسیٰ۔ شیخ عیسےٰ۔ شیخ ابراہیم۔ شیخ یحییٰ۔ یہ اصغر ہیں۔ اور کریمہ امۃ الجبار علویہ فاطمہ قدس اللہ سرہا ابن نجار اپنی تاریخ میں لکھتا ہے کہ مینے حضرت شیخ عبد الرزاق قدس اللہ سرہٗ سے سنا۔ فرماتے تھے کہ اولاد حضرت شیخ قدس اللہ سرہٗ کی ۴۹ ہیں ۲۷ مرد اور باقی نساء۔ ص۹ سید ظہیر الدین کی فتح المبین میں ہے کہ حضرت امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایام فتنہ میں خلافت کو ترک کیا تو عوض اوسکے قطبیت کبریٰ اون میں اور اُن کی اولاد میں قائم رکھی۔ اول قطب عظیم حضرت امام حسنؓ ہیں۔ اور واسطہ حضرت غوث الاعظم قدس سرہٗ اور خاتمہ حضرت امام مہدی علیہ السلام۔ اور ص۲۲ میں شیخ عبد اللہ بن ابو الفتح رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ چالیس برس حضرت شیخ قدس اللہ سرہ کی خدمت میں رہا۔ ہمیشہ عشاء کے وضو سے صبح کی نماز پڑھتے تھے ص۲۷ فتح المبین میں ہے کہ حضرت شیخ قدس اللہ سرہٗ نے فرمایا جب تک شیخ میں بارہ خصلتیں نہوویں سجادہ پر نہ بیٹھے۔ دو خصلت خدا تعالیٰ کی دو حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی دو حضرت صدیق اکبرؓ کی دو حضرت عمرؓ کی دو حضرت عثمانؓ کی۔ دو حضرت شاہ ولایت کی۔ دو خصلت خدا کی یہ ہیں کہ ستار و غفار ہووے۔ دو حضرت صلعم کی یہ ہیں کہ شفیق و رفیق ہووے۔ اور دو حضرت صدیق اکبرؓ کی یہ ہیں کہ صادق مصدق ہووے۔ اور دو حضرت عمرؓ کی یہ ہیں کہ نیکی کا امر کرنے والا اور بدی سے ہٹانے والا ہو۔ اور دو حضرت عثمان رضؓ کی یہ ہیں کہ طعام کھلاوے اور رات بھر بیدار رہے۔ اور دو حضرت

شاہ ولایت رضہ کی یہ ہیں کہ عالم و شجاع ہووے۔ اور حضرت نے ان اشعار میں اس مضمون کی طرف اشارہ فرمایا ہے ✤

اِذَا لَمْ یَکُنْ فِی الشَّیْخِ خَمْسُ فَوَائِدٍ	وَاِلَّا فَدَجَّالٌ یَقُوْدُ اِلَی الْجَہْلِ
عَلِیْمٌ بِاَحْکَامِ الشَّرِیْعَۃِ ظَاہِرًا	وَیَبْحَثُ عَنْ عِلْمِ الْحَقِیْقَۃِ مِنْ اَصْلِ
وَیَظْہَرُ لِلْوُرَّادِ بِالْبِشْرِ وَالْقِرٰی	وَیَخْضَعُ لِلْمِسْکِیْنِ بِالْقَوْلِ وَالْفِعْلِ
فَذَالِکَ ہُوَ الشَّیْخُ الْمُکَرَّمُ قَدْرُہٗ	عَلِیْمٌ بِاَحْکَامِ الْحَرَامِ مِنَ الْحِلِّ
یُہَذِّبُ طُلَّابَ الطَّرِیْقِ وَنَفْسَہٗ	مُہَذَّبُہٗ مِنْ قَبْلُ ذُوْ کَرَمٍ کُلِّیْ

ص۲۳ فتح المبین سید ظہیر الدین پر ہے کہ خضر حسینی رحمہ کہتا ہے کہ تیرہ سال میں خدمت میں حضرت شیخ قدس سرہٗ کے رہا۔ کا ہے آپ کو مخاط و لُصاق ڈالتے یا کھانستے نہ دیکھا اور کا ہے مکھی آپکے بدن پر نہ بیٹھی تھی اور نہ کسی امیر کے واسطے تعظیم کو ایستادہ ہوئے۔ اور نہ بادشاہ کے دربار میں گئے اور نہ کسی کے دسترخوان پر جاکر کھانا کھایا۔ سوائے ایک بار کے اور بادشاہوں کے وامیروں کے فرش پر بیٹھنا عقوبت معجلہ جانتے تھے۔ بادشاہ یا وزیر یا اور امیر کی آمد ہوتی تو پہلے سے آپ اندروں حجرہ تشریف لیجاتے۔ پس جب وہ آکر بیٹھتا تو آپ برآمد ہوتے تاکہ اونکو تعظیم نہ دیویں بلکہ شیخ تعظیم کے واسطے ایستادہ ہوجاتے یہ بات محض برائے عزت دین کی فرماتے تھے اور اون لوگوں سے کلام درشت فرماتے اور نصیحت میں مبالغہ کرتے تھے اور وے آپکے دست مبارک چومتے اور بڑے ادب سے بیٹھتے اور جب بادشاہ کو رقعہ لکھتے تو یہ لکھتے کہ عبد القادر تمکو اسبات کا حکم کرتے ہیں۔ اور حکم

اونکا تجہیر نافذ ہے اور اطاعت اون کی تجھے واجب ہے۔ اور وہ تیرے پیشوا ہیں اور تجہیر حجت ہیں۔ جب بادشاہ آپکے رقعہ پر واقف ہوتا تو چومتا اور کہتا کہ حضرت شیخ قدس اللہ سرہٗ نے سچ فرمایا۔ اور حضرت کی خاموشی کلام سے زیادہ تھی۔ اور کلام آپکا جواب خطرات قلبی کا ہوتا تھا۔ حاضرین کو زبانی سوال کی حاجت نہ پڑتی۔ اور سوائے یوم جمعہ کے برائے نماز جمعہ جامع مسجد بار باط کیطرف تشریف لیجاویں۔ اپنے مدرسہ سے باہر قدم نہ رکھتے تھے۔ اور آپ فرماتے کہ اگر ساری دنیا میرے ہاتھ میں ہوتی تو گرسنوں کو کھلا دیتا۔ اور فرماتے کہ گویا دست میرے میں ثقبہ ہے۔ ہزار اشرفی آوے تو میں ایک رات اپنے گھر نہیں رہنے دیتا۔ اور ابو الحسن قریشی رحہ نے کہا کہ حضرت نے ملکوت اکبر کو اپنی جلال میں کہا تھا اور ملک اعظم کو تحت قدم میں کر دیا تھا۔ ص۲۴ میں عبد الرحیم ہمشیرہ زادہ سید احمد رفاعی قدس اللہ سرہٗ کا بیان کرتا ہے کہ حضرت شیخ قدس اللہ سرہٗ کا حال دیکھ کر میرا ہوش قایم نہ رہا۔ جب بغداد سے ام عبیدہ کو گیا۔ اور اپنے خالو سید احمد رفاعی قدس اللہ سرہ کے سامنے بیان کیا تو انہوں نے فرمایا کہ مثل قوت حضرت شیخ قدس اللہ سرہٗ کے اور جس حال پر ہیں اور جہاں وہ پہونچے ہیں دوسرے کسیکو طاقت کہاں ہے۔ اور ص۲۵ میں شیخ قدس اللہ سرہٗ سے سوال ہوا کہ آپنے اللہ تعالیٰ سے کچھ لیا۔ فرمایا علم و ادب۔ اور بہجۃ الاسرار میں ہے کہ ایک دفعہ روافض بطلے امتحان آپکی خدمت میں دو پٹارے سربستہ لائے آپ کرسی پر وعظ فرما رہے تھے۔ آپ کرسی سے اترے اور ایک پٹارہ پر ہاتھ رکھکر فرمایا کہ اسمیں لڑکا خوش قد و قامت صحیح و سالم ہے۔ جب پٹارہ کھولا تو ویسا ہی تھا اوس لڑکے کے سر پر ہاتھ رکھکر فرمایا کہ بیٹھا رہو وہ بیٹھا رہگیا۔ اوسکو طاقت برخاست کی نہوئی۔ دوسرے پٹارہ کے سر پر ہاتھ رکھکر فرمایا کہ اسمیں لڑکا اپاہج ہے جسکے ہاتھ و پاؤں بستہ ہیں اوس کو

کھولا تو ویسا ہی لڑکا اوس میں تھا۔ اوسکو فرمایا کہ دوڑ وہ اُٹھ کر چنگا بھلا دوڑنے لگا۔ وہ روافض شرمندہ ہو کر تائب ہوئے۔ اور آپکی عمہ پھوپھی معصومہ کا اسم شریف عائشہ رضؓ تھا۔ کہتے ہیں کہ بارش کی تنگی سے لوگوں نے اونکے حضور میں عرض کی۔ آپنے صحن خانہ کا جھاڑو دیا۔ اور فرمایا کہ میں نے جھاڑو دیا۔ آپ چھڑکاؤ کرو۔ اِتنے میں بارش بہت ہوئی ✤

بسم اللہ الرحمن الرحیم

رسالہ غوثیہ

الحمد لله كاشف الغمة والصلوة على نبيه خير البرية اما بعد قال الغوث الاعظم المستوحش عن غير الله المستأنس بالله قال لي الرب يا غوث الاعظم قلت لبيك يا رب الغوث قال كل طور بين الناسوت والملكوت فهي شريعة وكل طور بين الملكوت والجبروت فهي طريقة وكل طور بين الجبروت واللاهوت فهي حقيقة يا غوث الاعظم ما ظهرت في شيء كظهوري في الانسان ثم سألت يا ربي هل لك مكان قال يا غوث الاعظم انا مكون المكان وليس لي مكان و سري الانسان ثم سألت يا رب هل لك اكل وشرب قال اكل الفقير وشربه اكلي وشربي ثم سألت يا رب من اي شيء خلقت الملائكة قال خلقت الملائكة من نور الانسان وخلق الانسان من نوري يا غوث الاعظم جعلت الانسان مطيتي وجعلت سائر الاكوان مطيته يا غوث الاعظم نعم الطالب انا نجبه ونعم

المطلوب الانسان ونعم الراكب الانسان ونعم المركوب له سائر الاكوان قال يا غوث الاعظم الانسان سري وانا سره لو عرف الانسان منزلته عندي لقال في كل نفس من الانفاس انا الملك لا ملك اليوم الا لي قال يا غوث الاعظم ما اكل الانسان طعاما وما شرب شرابا وما قام وما قعد وما نطق وما صمت وما فعل فعلا وما توجه لشيء وما غاب عن شيء الا انا فيه ساكنه ومحركه قال لي يا غوث الاعظم جسم الانسان وقلبه ونفسه وروحه وسمعه وبصره ولسانه ويده ورجله كل ذلك اظهرت له بنفسي لنفسي لا هو الا انا ولا انا غيره و قال يا غوث الاعظم اذا رايت المحترق بنار الفقر والمنكسر بكثرة الفاقة فتقرب اليه فانه لا حجاب بيني وبينه قال يا غوث الاعظم لا تأكل طعاما ولا تشرب شرابا ولا تنم نومة الا عندي بقلب حاضر وعين ناظر قال غوث الاعظم من منع من سفر الباطن ابتلي بسفر الظاهر ولم يزده مني الا بعدا في السفر الظاهر قال يا غوث الاعظم الاتحاد حال لا يعبر بلسان المقال فمن آمن به قبل وجود الحال فقد كفر ومن اراد العبادة بعد الوصول فقد اشرك بالله قال يا غوث الاعظم من سعد بسعادة الازل فطوبى له لم يكن مخلدا ولا ومن شقي بشقاوة الازل فويل له ولم يكن مقبولا بعد ذلك قط قال يا غوث الاعظم جعلت الفقر والفاقة مطية الانسان فمن ركبهما بلغ المنزل قبل ان تقطع المسافة والبوادي قال يا غوث الاعظم لو علم الانسان ما كان له

بعد الموت ما تمنى الحياة في الدنيا يقول بين يدي الله كل لمحة ولحظة
يا رب امتني امتني قال يا غوث الاعظم حجة الخلائق عندي يوم
القيامة الصمم والبكم والعمى ثم التحير والبكاء وفي القبر كذالك
قال يا غوث الاعظم المحبة حجاب بين المحب والمحبوب فاذا فني المحب
عن المحبة وصل بالمحبوب قال رأيت الارواح كلها يترقصون في
قوالبهم بعد سماع قوله الست بربكم الى يوم القيمة قال رأيت الرب
تعالى قال لي يا غوث الاعظم من مالني عن الرؤية بعد العلم فهو
محجوب بعلم الرؤية ومن ظن ان الرؤية غير العلم فهو مغرور
برؤية الرب تعالى قال يا غوث الاعظم من رأني استغنى عن السؤال
في كل حال ومن لم يرني فلا ينفعه السؤال فهو محجوب بالمقال قال لي
يا غوث الاعظم ليس الفقير عندي من ليس له شيء بل الفقير
الذي له امر في كل شيء ان قال لشيء كن فيكون قال لي يا غوث الاعظم
لا الفة ولا نعمة في الجنان بعد ظهوري فيها ولا وحشة ولا حرقة
في النار بعد خطابي لاهلها قال يا غوث الاعظم انا اكرم من كل
كريم وانا ارحم من كل رحيم قال يا غوث الاعظم فقلت لبيك
يا رب العرش العظيم فقال لي قل يا رب الغوث الكريم الرحيم
قال يا غوث الاعظم نم عندي لا كنوم العوام ترني فقلت يا رب
كيف انام عندك قال بخمود الجسم عن اللذات وخمود النفس عن
الشهوات وخمود القلب عن الخطرات وخمود الروح عن الخطيات

وفناء ذاتك في الذات قال يا غوث الاعظم قل لاصحابك و
احبابك من اراد منكم صحبتي فعليه باختيار الفقر ثم فقر الفقر ثم الفقر
على الفقر فاذا تم فقرهم فلاهم الا انا قال لي يا غوث الاعظم
طوبى لك ان كنت روفا على بريتي ثم طوبى لك ان كنت لبريتي
عفوا وقال لي يا غوث الاعظم جعلت في النفس طريق الزاهدين
وجعلت في القلب طريق العارفين وجعلت في الروح طريق الواقفين
وجعلت نفسي محل الاسرار يا غوث قل لاصحابك اغتنموا دعوة
الفقراء فانهم عندي وانا عندهم يا غوث انا ماوى كل شيء و
مسكنه ومنظره والى المصير قال يا غوث الاعظم لا تنظر الى
الجنة وما فيها ترني بلا واسطة ولا تنظر الى النار وما فيها ترني بلا
واسطة قال يا غوث الاعظم اهل الجنة مشغولون بالجنة واهل
النار مشغولون بي يا غوث الاعظم اهل الجنة يتعوذون عن
النعيم كاهل النار يتعوذون عن الجحيم يا غوث من شغل بسوالي
كان صاحبه نادا يوم القيامة يا غوث اهل القربة يستغيثون
عن القرب كاهل البعد يستغيثون عن البعد يا غوث ان لي عبادا
سوى الانبياء والمرسلين لا يطلع على احوالهم احد من اهل الدنيا
ولا من اهل الاخرة ولا احد من اهل الجنة ولا احد من اهل النار
ولا مالك ولا رضوان وما خلقتهم للجنة ولا للنار ولا للثواب ولا
للعقاب ولا للحور ولا للقصور ولا للغلمان فطوبى لمن امن بهم يا غوث

أنت منهم ومن علاماتهم في الدنيا أن أجسامهم محترقة من قلة الطعام
ونفوسهم محترقة عن الشهوات وقلوبهم محترقة عن الخطرات و
أرواحهم محترقة عن الخطيئات وهم أصحاب اللقاء المحترقين بنور اللقاء
يا غوث إذا جاءك العطشان في يوم شديد الحر وأنت صاحب الماء
البارد وليس لك حاجة بالماء فلو كنت تمنعه فأنت أبخل الأبخلين
فكيف أمنعهم رحمتي وأنا أشهدت على نفسي بأني أرحم الراحمين يا غوث
ما بعد أحد من المعاصي وما قرب أحد من الطاعات يا غوث لو قرب
مني أحد لكان أهل المعاصي لأنهم أصحاب العجز والندم يا غوث العجز
منبع النور والعجب الظلمة يا غوث أهل المعاصي محجوبون بالمعاصي
وأهل الطاعات محجوبون بالطاعات وراءهم قوم آخرون
ليس لهم غم المعاصي ولا هم الطاعات يا غوث بشر المذنبين بالفضل
والمعجبين بالعدل والنقم يا غوث أهل الطاعات يذكرون النعيم
وأهل العصيان يذكرون الرحيم يا غوث أنا قريب في المعاصي بعبد
ما فرغ عن المعاصي وأنا بعيد عن المطيع إذا فرغ عن الطاعات يا غوث
خلقت العوام فلم يطيقوا أنوارا قال فجعلت بيني وبينهم حجاب الظلمة
خلقت الخواص فلم يطيقوا مجاورتي فجعلت الأنوار بيني وبينهم
حجابا يا غوث قل لأصحابك من أراد منكم أن يصل إلي فعليه
الخروج من كل شيء أخرج من عقبة الدنيا تصل إلى الآخرة واخرج
عن عقبة الآخرة تصل إلي يا غوث أخرج عن الأجسام والنفوس

ثم أخرج عن القلوب والأرواح ثم أخرج عن الأمر والحكم تصل
إلي فقلت يا رب أي صلاة أقرب إليك قال الصلاة التي ليس
فيها سوائي من النار والجنة وصاحبها غائب عنها ثم قلت أي صوم
أفضل عندك قال الصوم الذي ليس فيه سوائي وصاحبه غائب
عنه ثم قلت أي عمل أفضل عندك قال العمل الذي ليس فيه سوائي
وصاحبه غائب عنه ثم قلت أي بكاء أفضل عندك قال بكاء
الضاحكين قلت أي ضحك أفضل عندك قال ضحك الباكين قلت
أي توبة أفضل عندك قال توبة المعصومين ثم قلت أي عصمة
أفضل عندك قال عصمة التائبين قال يا غوث ليس لصاحب
العلم عندي سبيل مع العلم عنده إلا بعد إنكاره لأنه لو لم
يترك العلم عنده صار شيطانا قال الغوث رأيت الرب تعالى
فسألت يا رب ما معنى العشق قال يا غوث عشق لي وفي قلبك
عن سوائي يا غوث إذا عرفت ظاهر العشق فعليك بالفناء عن
العشق لأن العشق حجاب بين العاشق والمعشوق يا غوث إذا
عرفت التوبة فعليك بإخراج هم الذنب عن النفس ثم بإخراج خطراته
عن القلب فإذا فعلت ذلك تصل إلي وإلا فأنت من المستهزئين يا
غوث إن تدخل حرمي فلا تلتفت إلى الملك والملكوت ولا الجبروت
لأن الملك شيطان العالم والملكوت شيطان العارف والجبروت
شيطان الواقف فمن رضي بواحد منها فهو عندي من المطرودين

يا غوث المجاهدة بحر من بحر المشاهدة وحيتانه الواقفون فمن اراد الدخول في بحر المشاهدة فعليه باختيار المجاهدة لان المجاهدة بذر المشاهدة يا غوث من اختار المجاهدة كما لابد لهم مني قال يا غوث الاعظم ان احب العباد الى الله العبد الذى كان له الوالد والولد وقلبه فارغ منهما فلومات الولد فليس له حزن بموت الولد ولومات له الوالد فليس له هم بفوت الوالد فاذا بلغ العبد بهذه المنزلة فهو عندي بلا ولد ولا والد ولم يكن له كفوا احد وقال يا غوث من لم فناء الولد بمحبتي وفناء الوالد بمودتي لم يجد لذة الواحدانية والفردانية قال يا غوث اذا اردت ان تنظر الي في محل فاختر قلبا حزينا لي فارغا عن سوائي فقلت يا رب ما علم العلم قال يا غوث علم العلم هو الجهل عن العلم قال يا غوث طوبى لعبد مال قلبه الى المجاهدة وويل لعبد مال قلبه الى الشهوات قال رايت الرب سبحانه وتعالى وسألته عن المعراج قال يا غوث الاعظم المعراج هو العروج عن كل شيء سوائي فكمال العروج ما زاغ البصر وما طغٰى قال يا غوث لا صلوٰة لمن لا معراج له عندي يا غوث المحروم عن الصلوٰة هو المحروم عن المعراج عندي۔

یہ رسالہ غوثیہ عالیہ کتاب ارشاد الطالبین مصنفہ حضرت شاہ محمد رضا قادری بن شیخ فاضل رح سے نقل کیا گیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ فقیر نے بخدمت مرشد خود شیخ محی الدین محمد منارح

عرض کیا کہ غوثیہ عالیہ کتب خانہ میں ہے فرمایا بلے۔ عرض کیا کہ از ملفوظات حضرت غوث الاعظم قدس اللہ سرہٗ کے ہے فرمایا بلے۔ اور نقل کیا گیا ہے۔ حضرت شیخ سید عبد الوہاب رضی اللہ تعالٰی عنہ ولد حضرت شیخ قدس اللہ سرہٗ سے کہ جو کوئی اس کلمہ و کلام کو جو مابین حق سبحانہ تعالٰی و حضرت شیخ قدس اللہ سرہ کے ہوئی ہے۔ با تجدید وضو خلوت میں پڑھے۔ اور معنے اسکے لفظاً لفظاً دل میں جماوے تو بالضرور جہلہ مہمتیں فتح الباب و کشاد و مہمات سرانجام ہو۔ لیکن اول طعام فقراء و مساکین کے واسطے مہیا رکھے۔ اور کھلائے کہ حضرت حق سبحانہٗ و تعالٰی نے حضرت غوث قدس اللہ سرہٗ کو فرمایا ہے کہ اپنے اصحاب کو کہو کہ دعوت فقراء کی غنیمت جانو کہ میں اونکے پاس ہوں اور وے میرے پاس ہیں۔ کھانا کھلا کر نیم شب یا اخیر شب میں پڑھنا شروع کرے جسقدر ممکن ہو اوتنی قدر پڑھے۔ فقط۔

انشاء اللہ تعالٰی کشود و فتوح ظاہر اور باطن کا ہووے گا ۱۲

شجرہ نسب ابویہ متصلہ بحضرت ولایت مآب
امیر المؤمنین علی بن ابی طالب کرم اللہ وجہہ

حضرت امیر المؤمنین علی بن ابی طالب کرم اللہ وجہ

امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ   امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ

امام حسن مثنیٰ - سید عبد اللہ محض - سید موسیٰ جون
سید عبد اللہ - سید موسیٰ - سید داؤد - سید محمد -
سید یحییٰ زاہد - سید عبد اللہ - سید ابو صالح جنگی دوست
سید ابو محمد محی الدین عبد القادر غوث اعظم قدس اللہ سرہٗ
و سید ابو احمد عبد اللہ برادر حضرت غوث اعظم جو جوانی
مین رحلت فرما ہو گئے تھے -

غرض اس مقام میں تحریر سلسلہ نسب میران قصبہ بھیرہ کا ہے - اور یہ بزرگواران اولاد حضرت سید عبد الرزاق قدس اللہ سرہ کی ہیں تو اب صرف شجرہ انکا لکھا جاتا ہے -

حضرت سید عبد الرزاق خلفہ سید صالح خلفہ سید علی خلفہ سید مشتاق خلفہ سید مومن خلفہ سید ظہیر الدین خلفہ سید صدر الدین خلفہ سید فتح اللہ شاہ خلفہ سید زین العابدین خلفہ سید علاؤ الدین خلفہ سید سرخ تاج محمود خلفہ سید میران بہاء الدین قلندر خلفہ سید شاہ خلیل خلفہ سلطان جعفر صادق خلفہ پیر سید ہامون شاہ خلفہ پیر سید عبد اللہ شاہ خلفہ پیر سخن شاہ خلفہ پیر سجان شاہ خلفہ پیر شہابل شاہ اور خلف پیر شہابل شاہ صاحب کے پیر بہادر شاہ

صاحب مرحوم و پیر حیدر شاہ صاحب مرحوم و خلف الرشید پیر بہادر شاہ صاحب کے سید چن پیر شاہ صاحب اور خلف پیر حیدر شاہ صاحب کے پیر سید امیر شاہ صاحب سلمہا اللہ تعالیٰ - یہ ہر دو صاحبزادگان عالی تبار چشم و چراغ اس خاندان عالیشان کے ہیں - ان کی تعریف و توصیف اگر لکھی جاوے تو ایک کتاب بنتی ہے - اگر عنایت ایزدی شامل حال رہی تو علیحدہ لکھی جاویگی مگر چندے تفصیل بعضے حالات معلومۃ الوقت کا لکھنا مناسب ہے - حضرت سید عبد الرزاق رضہ السید الکامل الامام صاحب الحال الصادق و القدم الراسخ فی الحکام متوطن بلدہ حماہ میں ہو کر جسکو عوام حامہ کہتے ہیں - وہیں مدفون ہوئے - حامہ شریف سے سید بہاؤ الدین معروف میران بہاول شیر جنگی عمر ۱۰۱ ھ ۲۵ سال ہوئی ہے - وہ بدایون کے پہاڑ میں آکر مقیم ہوئے اور وہاں ستر سال چلہ کرتے رہے - پھر بادشاہ جلال الدین اکبر نے اپنی ہمشیرہ صاحبہ کا اون سے نکاح کر دیا بعدہ مجھیرہ حضرت شاہ مقیم میں تشریف لائے - اور مجھیرہ سے سید میران سجان شاہ صاحب قصبہ بھیرہ میں تشریف لائے اور اونکے دو نبیرہ صاحبان سید چن پیر صاحب خلف پیر بہادر شاہ صاحب مرحوم اور پیر سید امیر شاہ صاحب خلف پیر حیدر شاہ صاحب مرحوم ہیں - ہر دو صاحبان سجادہ نشین اپنے اپنے والد بزرگوار کے ہیں -

(شجرہ شریفہ حضرت غوثیہ عالیہ از جہت والدہ ماجدہ رضی اللہ عنہما)

اسم مبارک والدہ ماجدہ حضرت شیخ قدس اللہ سرہ کا ام الخیر امۃ الجبار فاطمہ ہے - بنت سید عبد اللہ صومعی زاہد بن امام ابی جمال الدین سید محمد بن امام سید محمود بن امام سید ابی العطار عبد اللہ بن امام سید کمال الدین عیسیٰ بن سید ابی علاؤ الدین محمد جواد رضہ بن امام ہمام علی الرضا رضہ بن امام ہمام موسیٰ کاظم رضہ بن امام ہمام جعفر صادق رضہ بن امام ہمام باقر رضی اللہ بن امام ہمام زین العابدین رضہ بن سید الشہداء سید شباب

اہل الجنتہ امام حسین رضؓ بن امیر المومنین و امام الاشجعین امام المشارق والمغارب علی بن ابیطالب کرم اللہ وجہہ۔ اور سلسلہ شریفہ عالیہ کا حضرت صدیق اکبر رضؓ کے ساتھ بھی ملتا ہے۔ کیونکہ والدہ ماجدہ والد شریف حضرت غوثیہ عالیہ کی ام سلمہ نام۔ کریمہ امام محمد بن امام طلحہ بن امام عبداللہ بن عبدالرحمن بن ابی بکر الصدیق رضؓ ہیں۔ اور نیز حضرت امیر المومنین عثمان ذی النورین کے ساتھ بھی متصل ہوتا ہے۔ اس طرح کہ سید عبداللہ محض جد تاسع حضرت کے ملقب بلقب محض اسیواسطے ہوئے کہ دونوں نسبیں اون کی خالی از شائبہ موالی تھیں کہ والد اونکے حضرت سید حسن مثنیٰ تھے اور والدہ فاطمہ بنت امام حسین اور حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کا بعد وفات سید امام حسن مثنیٰ کے عبداللہ بن مظفر بن عمر رضؓ بن عثمان رضؓ کے ساتھ نکاح ہوا۔ اور اتصال نسب بحضرت امیر المومنین عمر رضؓ کے ساتھ بھی ہے۔ اس طرح کہ عبداللہ بن مظفر کی والدہ ماجدہ کا نام حفصہ ہے۔ بنت عبداللہ بن حضرت عمر رضؓ اس لحاظ سے نسب عالی ہر چار خلفائے راشدین کے ساتھ متصل ہوتی ہے

(سلسلہ طریقت جناب غوثیہ عالیہ کا)

حضرت شیخ سید محی الدین عبدالقادر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے تلقین ذکر اور خرقہ مبارکہ حضرت ابوسعید مبارک بن علی مخزومی رضؓ سے اخذ کیا اور بعد ازاں "لقائے" بمقام قطبیت کے حضرت ابوسعید مبارک رضؓ نے حضرت غوثیہ عالیہ سے اخذ خرقہ کیا۔ اور دونوں حضرات نے حضرت شیخ ابوالحسن علی بن یوسف قرشی ہکاری رضؓ سے اخذ کیا۔ اونہوں نے اپنے شیخ ابوالفرح طرطوسی رضی اللہ عنہ سے اونہوں نے شیخ عارف باللہ حضرت شیخ ابی بکر خلف بن حجدر شبلی رضؓ سے اونہوں نے عارف باللہ صاحب شیخ ابی القاسم جنید رضؓ سے اونہوں نے عارف باللہ حضرت شیخ سری الدین

سقطی رضؓ سے اونہوں نے حضرت شیخ ابی محفوظ معروف کرخی رضؓ سے اونہوں نے عارف باللہ حضرت شیخ داؤد طائی رضؓ سے اونہوں نے عارف باللہ حضرت شیخ حبیب عجمی رضؓ سے اونہوں نے حضرت عارف باللہ حضرت شیخ ابی النصر حسن بصری رضؓ سے اونہوں نے امام المسلمین امیر المومنین امام المشارق والمغارب علی بن ابیطالب رضی اللہ عنہ سے اونہوں نے رحمت للعلمین سید المرسلین سید الموجودات حضرت محمد المصطفےٰ واحمد المجتبیٰ صلوٰۃ اللہ تعالیٰ علیہ وعلےٰ آلہ الطیبین واصحابہ الطاہرین سے ٭

ترجمہ خواب قدوۃ المحققین شیخ محی الدین بن عربی قدس اللہ سرہ

شیخ محی الدین بن عربی قدس اللہ سرہ نے حضرت صلعم کی خواب میں زیارت کی حضور میں سوال کیا کہ اگر کوئی شخص اپنی عورت کو ایک لفظ میں تین طلاق دیوے تو کے ہوتی ہیں حضرت صلعم نے فرمایا کہ تین واقع ہوتی ہیں جیسا کہ حق عزوجل نے فرمایا فَلَا تَحِلُّ لَهُ حَتَّىٰ تَنكِحَ زَوْجًا غَيْرَهُ پس شیخ عرض کرتا تھا کہ یارسول اللہ بعض لوگ اہل علم انکو ایک طلاق بناتے ہیں۔ حضرت صلعم نے فرمایا کہ یہ لوگ وہ حکم کرتے ہیں جو اونکو پہونچا ہے اور اچھا کیا میں اس سے یہ سمجھا کہ ہر مجتہد مصیب ہے اور آپ حکم مجتہد کو تقریر فرمارہے ہیں اور میں عرض کرتا تھا کہ حضرت میری غرض یہ ہے کہ اس مسئلہ میں حضور کا حکم کیا ہو کہ جب کوئی مجھ سے فتویٰ طلب کرے تو کیا جواب دوں اور اگر کوئی حضور سے طلب کرتا تو حضور کیا فرماتے حضرت صلعم نے فرمایا کہ تین طلاق ہیں فَلَا تَحِلُّ لَهُ حَتَّىٰ تَنكِحَ زَوْجًا غَيْرَهُ پس میں کیا دیکھتا ہوں کہ اخیر مجلس میں ایک شخص ایستادہ ہو کر بلند آواز سے بے ادبی کے ساتھ حضرت صلعم کو خطاب کر کے کہنے لگا۔ یا ہذا اے صاحب ہم اس لفظ کے ساتھ تین طلاق کا حکم آپ سے نہیں مانتے اور نہ تصویب اون کی جنہوں نے اس لفظ کو ایک طلاق بنایا حضرت

حضرت صلعم کا چہرہ مبارک سرخ ہوگیا مارے غضب کے اوس شخص پہ۔ اور حضرت صلعم باآواز
بلند فرماتے ہیں تین طلاق ہیں تین طلاق ہیں جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ فَلَا تَحِلُّ لَهٗ
حَتّٰى تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَهٗ ۔ کیا تم فروج کو حلال بناتے ہو۔ پس حضرت صلعم یہی فرماتے
رہے حتے کہ اطواف والوں نے سُنا اور وہ شخص لگپتا جاتا تھا حتے کہ مضمحل ہوگیا۔ زمین اطراف ۱/۹
پر اوسکا نشان نہ رہا میں دریافت کرتا تھا کہ یہ کون ہے جس نے حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو
غصہ دلایا کسی نے مجھ سے کہا کہ ابلیس لعین تھا۔ پھر شیخ رح بیدار ہوئے۔ اور اوسی شب
کو پھر خواب میں حضرت صلعم کی زیارت نصیب ہوئی۔ عرض کیا کہ قراء کا لفظ بمعنے حیض
وطہر کے ہے کوئی عالم اسکو بمعنے طہر کہتے ہیں اور کوئی بمعنے حیض۔ اور آپ اعرف بالمعنی ہیں
اللہ تعالیٰ نے کیا مراد رکھی ہے۔ حضرت صلعم فرماتے ہیں کہ جب قرا گذر جاوے تو عورت
کو غسل کرادو۔ اور کھاؤ اُس سے جو کچھ دیا ہے تمکو خدا تعالیٰ نے۔ پس شیخ کہتے تھے اب حیض ہے
پس حضرت صلعم وہی کلمہ فرماتے تھے۔ فَاِذَا اُفْرِغَ قُرُوْهَا فَافْرَغُوْا عَلَيْهَا الْمَاءَ
كُلُوْا مِمَّا رَزَقَكُمُ اللّٰهُ۔ یعنے جب حیض گذرے تو تم اوسکو نہلاؤ اور کھاؤ اپنے رزق خدا
کے دیئے سے۔ چند بار یہی تکرار فرماتے رہے اور شیخ بھی یہی عرض کرتے رہے کہ پس حیض ہے
حیض ہے۔ ص۱۰۶ ج ۴ فتوحات مکیہ جو لوگ ایک لفظ کے ساتھ تین طلاق دینے سے ایک
طلاق بتاتے ہیں اونکو آگاہ کردیا گیا کہ جو تین طلاق نہ مانے تو وہ شیطان ہے۔
اور ثلثۃ قروء سے طہر مراد لینا شافعیوں کا بھی صحیح نہیں +

(ذکر سماع) بہجۃ الاسرار ص۱۲۶ حکایت ہے کہ ایک روز حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی قدس
سرہ و شیخ بقا و شیخ ابوسعد و شیخ علی رضی اللہ عنہ ایک حویلی میں دروازہ ازج کے
جمع ہوئے۔ حضرت شیخ قدس سرہ نے شیخ علی بن الہیتی سے فرمایا کہ کچھ کلام کرو۔ اونہوں نے

عرض کیا کہ میں حضور کے سامنے کلام کیسے کرسکوں پھر شیخ بقا کو فرمایا کہ بولو عرض کیا کہ میں
حضور کے سامنے کیسا بولوں پھر ابوسعد کو فرمایا کہ بولو وہ تھوڑا سا بولکر خاموش ہوگئے اور عرض
کیا کہ آپکا حکم بجالانے کی خاطر اتنا بولا ہوں پس آپکے جلال سے خاموش ہوگیا ہوں۔ پس
حضرت شیخ قدس سرہ نے حقایق میں ایسا کلام فرمایا کہ حاضرین نے تڑپا جانا سب نے اجازت
طلب کی کہ حکم ہووے تو قوال بلایا جاوے۔ حضرت نے اجازت فرمائی۔ قوال بولا۔

وَعَدَلَهٗ مِنْ بَعْدِ مَا اَنْدَمَلَ الْهَوٰى	بَرْقٌ تَاَلَّقَ مَوْهِنًا لَمَعَانُهٗ
يَبْدُوْ كَحَاشِيَةِ الرِّدَاءِ وَدُوْنَهٗ	صَعْبُ الذُّرٰى مُتَمَنِّعٌ اَرْكَانُهٗ
فَبَدَا لِيَنْظُرَ كَيْفَ لَاحَ فَلَمْ يُطِقْ	نَظَرًا اِلَيْهِ وَرَدَّهٗ اَشْجَانُهٗ
فَالنَّارُ مَا اشْتَمَلَتْ عَلَيْهِ ضُلُوْعُهٗ	وَالْمَاءُ مَا سَمَحَتْ بِهٖ اَجْفَانُهٗ

کہتے ہیں کہ حضرت شیخ قدس سرہ ہوا میں اُڑ گئے اور ہوا میں چکر باندھ دیا۔ حتے کہ اوس
حویلی کے بام سے بلند چلے گئے۔ جب وہ شیخ مدرسہ میں آئے تو حضرت شیخ وہاں مدرسہ میں تھے
اس حکایت سے معلوم ہوا کہ سماع غزل و قصائد کا از زبان قوال حضرت نے استماع فرمایا
ہے مگر مزامیر و ملاہی کے ساتھ کبھی نہیں سُنا۔ شریعت میں بڑا اختلاف مزامیر و ملاہی کا ہے
ج ۵ ص۲۲۳ کتاب شامی حاشیہ در مختار سے اتنا ثابت ہوتا ہے کہ جب نوبت کا بادشاہوں
کے دروازوں پر بجانا فقہائے کرام نے اس غرض سے جائز رکھا کہ نفخ صور کو یا وقت موت
کو یاد دلاتی ہے تو صاف ظاہر ہوگیا کہ یہ ملاہی بعینہا حرام نہیں۔ اگر حرمت ان میں ہے تو
غرض فاسد سامع کے سبب سے ہے اور اولیاء اللہ کے اغراض اون کو ہی معلوم ہیں دوسرا
واقف اونکے اسرار و بواطن کا نہیں حسن ظن سلیقہ ایمانی ہے۔ آدمی بدظنی کرکے اونکو [illegible]

سے محروم نہ رہے۔ واللہ ورسولہ اعلم متعلق بقصاید۔ حضرت شیخ قدوۃ المحققین شیخ اکبر رضی اللہ عنہ صاحب فتوحات مکیہ میں فرماتے ہیں کہ جب خطبہ کتاب ہذا کا لکھ رہا تھا کہ عالم حقائق مثال و حضرت جلال میں مکاشفہ قلبی حضرت غیبی کا ہوا۔ اوس عالم میں حضرت سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت ہوئی۔ کہ جملہ رسول صلعم آپکے سامنے صف باندھے ہوئے ہیں اور امت خیر امت یعنے صحابہ کرام رضا اونکے ساتھ ملتف ہیں اور ملائکہ متحیر گرداگرد اوس مجلس عالی کے محیط ہیں۔ اور ملائکہ جو اعمال عباد سے پیدا ہوتے ہیں۔ پیش حضور کے صف باندھے ہوئے ہیں۔ اور صدیق اکبر رضا بجانب یمین النفس ہیں۔ اور فاروق اعظم رضا بجانب الیسر اقدس ہیں اور ختم ولایت علیہ السلام سامنے دوزانو بیٹھے ہیں۔ اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ ختم ولایت کی طرف سے ترجمہ اپنی زبان سے فرما رہے ہیں۔ اور ذو النورین چادر حیاء کی اوڑھی ہوئی نیچے نگاہ کئے ہوئے ہیں۔ پس سید اعلے و مورد عذب اعلیٰ و نور الکشف اجلی یعنے حضرت صلعم نے التفات فرمایا اور مجھکو ختم ولایت کے پیچھے دیکھا۔ کیونکہ ختم ولایت کے ساتھ مراشتراک حکم میں تھا۔ پس سرور عالم نے ختم ولایت کو فرمایا کہ یہ تمہارا عدیل اور ابن وخلیل ہے اسکے لئے منبر چہاؤ کا میرے سامنے نصب کرو۔ پھر مجھ کو اشارہ فرمایا کہ یا محمدؐ اس منبر پر چڑھ کر میرے بھیجنے والے کی اور میری تعریف کر کہ تجھ میں میرا ایک بال ہے اوس کو میرے بغیر صبر نہیں وہ بال کیا ہے وہ سلطانیت ہے تیری ذاتیت وطینت میں سو تو سارا کا سارا میری طرف رجوع کریگا۔ اور رجوع کو لقاء لازم ہے۔ پس ختم ولایت نے منبر اوس شہد احضر میں نصب کیا۔ اور منبر کی پیشانی پر نور سے لکھا تھا کہ ھذا ھو المقام المحمدی الاطھر جو اسپر چڑھے گا وہ وارث حضرت کا ہوویگا۔ اور اوسکو حق تعالی عالم دنیا میں حافظ حرمت شریعت کا بھیجے گا۔ اور جس تم منبر پر میں ایستادہ ہوا اوسپر ایک

سر آستین قمیص سپید کا بچھایا گیا تھا۔ اُس لحاظ سے کہ اوس مقام خاص سے جو حضرت صلعم کا ہے میری مس نہو۔ یہی فرق ہے درمیان نبی اور وارث کے کہ نبی کریم صلعم نے جو مقام حضرت رب العزت کا دیکھا ہے بلا حجاب دیکھا ہے اور وارث دیکھتا ہے تو درمیان میں پردہ ثوب حضرت نبی کریم صلعم کا ہوتا ہے۔ مگر اتنا حجاب نہو تو وارث پر وہ کشف ہو جو حضرت صلعم پر ہوا۔ اور معرفت ہماری اونکی معرفت ہوجاوے۔ یہ ناممکن ہے مثلاً اگر کوئی شخص کسی کے پیچھے اقتدار کرے کہ اوس کی خبر سے واقف ہووے تو اوس راستہ میں جو پہلے نے دیکھا ہے پچھلا نہیں دیکھتا۔ پچھلا اول کے اوصاف مسلوبہ پر واقف نہیں جیساکہ اول رونده راہ رہت پر گیا ہے تو زمین صفا تھی پچھلے نے اوسکے قدم کا نشان دیکھا ہے۔ وہ صفائی جو اول نے دیکھی تھی اخیر کو نصیب نہیں ہوئی۔ اول امام ہے اور دوسرا مقتدی۔ یہی بات تھی کہ حضرت موسے علیہ السلام حضرت خضر علیہ السلام پر انکار کرتے تھے۔ منبر پر چڑھ کر بتائید روح القدس ارتجالاً میں نے کہا۔

يَا مُنْزِلَ الْاٰيَاتِ وَ الْاَنْبَاءِ
حَتَّى الْكَوْنَ بِمُحَمَّدٍ ذَاتِكَ جَامِعًا

اَنْزِلْ عَلَيَّ مَعَالِمَ الْاَسْمَاءِ
لِمَحَامِدِ السَّرَّاءِ وَ الضَّرَّاءِ

پھر حضرت صلعم کی طرف اشارہ کرکے کہا۔ آپ منزل قرآن مطہر کیطرف سے حمد کئے گئے جسنے آپ کی ثنا میں سورہ نون نازل فرمائی۔ جسمیں وَاِنَّكَ لَعَلٰى خُلُقٍ عَظِيْمٍ آپ کو فرمایا اور ارادہ کی قلم کو علم کی روشنائی میں ڈبو کر ید قدرت کے ساتھ لوح محفوظ میں جب یہ مَا كَانَ وَمَا هُوَ كَائِنٌ وَمَا سَيَكُوْنُ وَمَا لَا يَكُوْنُ ہے۔ لکھا ہے کہ یا محمد میں ارادہ کرتا ہوں کہ تیرے واسطے ایک عالم پیدا کروں کہ تیرا اسکے

ہو۔ اور جبہرہ پانی کا پیدا کروں۔ پس جوہرہ ماء کا حجاب عزت سے باہر پیدا کیا۔
اور اللہ تعالیٰ حجاب عزت سے پرے تھا ویسا جیسا پہلے تھا فرمایا وَاَنَا عَلٰی مَا کُنْتُ عَلَیْہِ
وَمَا کُنْتُ عَمِیَّ فِیْ عَمَا یعنی میں اوسیطور پر ہوں جو تھا اور کوئی شے میرے ساتھ نہ تھی
عما میں۔ عماء انوار اسماء الہیہ کو کہتے ہیں۔ اور پانی موتی سپید کی طرح جما ہوا تھا۔ اوس میں
استعداد اجسام و اعراض کی رکھی تھی۔ پھر عرش پیدا کیا اور اسم رحمٰن کا اوسپر مستوی ہوا
پھر کرسی پیدا کی اور اوسپر دو قدم (یعنے امر و نہی کے احکام) لٹکائے یعنے لوح محفوظ میں
لکھے اور نظر جلال اوس موتی کی طرف نگاہ فرمائی تو وہ حیا سے پگل گیا تا آخر مقال۔
فائدہ معلوم ہوا کہ جناب غوثیہ عالیہ نے جو قصیدہ میں فرمایا ہے کہ مجھکو میرے سید نے
منبر تعظیم پر بٹھایا تھا۔ وہ منبر وارثوں کی خاطر منصوب ہوتا ہے مگر ہر وارث کو اپنے
اپنے منصب کے مطابق علم و کمال عطا ہوتا ہے اور منبر پر اپنا امام و مرشد بٹھاتا ہے۔ اور
حضرت غوث پاک کو حضرت صلعم نے منبر پر بٹھایا۔ اس سے صاف واضح ہوگیا کہ فیض ان کا
حضرت صلعم سے بلا واسطہ ہے۔ صفۃ البہجت۔ شیخ ابو الحسن قرشی رح کہتے ہیں کہ مینے حضرت
شیخ قدس سرہ سے سنا فرماتے تھے کہ مجھ کو ایک دفتر اتنا بڑا ملا ہے جس کی چوڑائی مد بصر
تک ہے۔ اوسمیں میرے اصحاب و مریدوں کے قیامت تک کے نام ہیں اور مجھ سے
کہا گیا ہے کہ یہ لوگ آپکو دیے گئے ہیں۔ اور میں نے مالک خازن دوزخ سے پوچھا۔
کیا تیرے پاس کوئی میرا یار ہے۔ بولا قسم ہے رب العزت کی میرے پاس کوئی نہیں۔
اور فرمایا کہ ہاتھ میرا اپنے مرید پر ایسا ہے جیسا آسمان زمین پر۔ اگر میرا مرید جیّد نہو گا تو میں
جیّد ہوں۔ قسم ہے عزت و جلال رب کی۔ خدا تعالےٰ کے سامنے رہونگا۔ اور وہاں سے
قدم نہ اٹھاؤں گا جبتک کہ مجھکو ساتھ تمہارے (اے مریدو) بہشت کی طرف نہ لیجاوے۔

اور نیز عمران و بزاز نے کہا کہ حضرت شیخ قدس سرہ فرماتے تھے جو شخص میری طرف
منسوب ہوا۔ اگرچہ میرے ہاتھ پر بیعت نہ کی ہو تو اللہ تعالیٰ اوسکو قبول فرماویگا۔ اور
اوسپر رحم کرے گا۔ اور میرے رب عز و جل نے مجھ سے وعدہ فرمایا ہے کہ میرے اصحاب
و میرے طریق والے اور میرے محب کو جنت میں داخل کرے گا۔ اور نیز فرمایا کہ قیمت
ہمارے بیضہ کی ہزار ہے۔ اور جوزہ کی قیمت کوئی نہیں کر سکتا۔ یعنے بے بہا ہے

از کتاب نجات المریدین تالیف علی محمد بن شیخ عبد الحق رحمۃ اللہ علیہ

غوث اعظم دلیل راہ یقین — بہ یقین رہبر اکابر دین — شیخ دارین ہادی ثقلین
زبدۂ آل سید الکونین — بادشاہ ممالک قربت — راہ نوردی مسالک غربت
اوست در جملہ اولیا مختار — چوں پیمبر در انبیاء مختار — اولیا سینہ ہاش از دل و جان
قدم او بگردن ایشان — وصف تعریف از زمین تا آسمان است — خود کرامات و معرفت اوست
من کہ پروردۂ نوال ویم — عاجز از مدحت کمال ویم — ہمہ در بحر غرق احسانم
اے فدا سے در عشق او جانم — در دو عالم بدوست امیدم — ہست با او امید جاویدم

ایضاً منہ

عشق جیلانی نشانی دیگر است — عاشقانش را مکانی دیگر است — ہر دلے نبود سزائے عشق او
این مہار آشیانی دیگر است — غوث اعظم آنکہ از تمکین او — ہر نفس را تازہ جانے دیگر است

ایضاً

چہ یارا عقل را تا مدح شاہ اولیا گوید — چنین پایان پائے وہم از اوج سما گوید

مہ بُرج حقیقت غوث اعظم شاہ محی الدین
خرد خواہد کہ بر سنجد کمال او تعالےٰ اللہ
اگر از بحر فضل او سخن راند بداں ماند
نے خواہم کہ بر حال خراب ما بدر و آید
سحر شد چشم دارم کار و شخاک ۔۔۔ ت باوے
اگر قلبم سر خود بر درے دارم کہ بر خاکش
بحشر مشرقی اگر باسگاں کوے او رقم

کہ در جمع ملک روح الامین او ثناء گوید
اگر بسنجد غلط سنجد اگر گوید خطا گوید
کہ مور لنگ بر ساحل رسد حرف ثنا گوید
بآں سلطان دین پرور حدیث ایں گدا گوید
بچشم تیرہ ناک من پیام توتیا گوید
بہر صبح آفتاب آید سلام کیمیا گوید
باین آلودہ داماںنے بہشتم مرحبا گوید

تقریر یازدہم کا باعث

گیارہویں رات ہر ماہ کے برکات باعث اختتام چلہ ہائے مشایخ کرام کی ہے کہ ہر ماہ کی دسویں تاریخ پر اختتام چلہ کا ہوتا ہے۔ اور اگر تا لیس وز پورے کئے جاویں تو یوم یازدہم ہوتا ہے۔ اوّل تقرر شب یازدہم کا حضرت آدم علیہ السّلام سے ہوا۔ جب توبہ اون کی دسویں محرّم کو قبول ہوئی تو خوشی کی اور انوار آسمانی نازل ہوئے۔ اون انوار کا طالب اوسی وقت کا اور یوم و شب کا انتظار کرے گا۔ اور حضرت نوح ع کی کشتی بھی اوسی روز کوہ جودی پر جا لگی۔ حضرت نوح علیہ السلام نے بھی خوشی کی اور حلیم پکایا۔ کیونکہ سوائے مختلف غلہ کے کچھ اذوقہ باقی نہ رہا تھا۔ سارے فرزندوں سے سب طرح کا غلہ لے کر کھچڑا پکایا۔ اور حضرت موسےٰ علیہ السلام کی قوم کو یوم عشرہ محرّم دریا سے پار اوتارا۔ اور دشمن کو غرق کیا۔ اون کو بھی اس سے بڑی خوشی ہوئی حضرت ابراہیم علیہ السّلام کے فرزند جلیل حضرت اسمٰعیل علیہ السّلام کے فدا کے بہشتی

دنبہ آیا اور انوار الٰہی نازل ہوئے۔ عید اضحٰے مقرر ہوئی۔ الیسا ہی قبولیت کا وقت جیسا ہر سال و ماہ میں آتا ہے تو وہی انوار و برکات قدیمی نزول فرماتے ہیں۔ حضرات اولیا اللہ نے اپنے اپنے اربعینات کے ختم پر کھانا کھلانا بطور شکرانہ اپنے اوپر مستحب جانا۔ اور حضرت غوث اعظم قدس سرہٗ نے سالہا سال اربعین یعنے چلے فرمائے۔ تو کل سال کے مشہور کی یازدہم کو حاوی ہو گئے۔ اب جس مسلم کو وہ انوار الٰہی حاصل کرنے ہوں اور تبرّک لینا چاہے تو وہ اوس یوم یا شب میں بعد از اطعام طعام جو فرمودہ جناب غوثیہ کا ہے بطریق قرادت و سلام و قرآن شریف و ایصال ثواب بجناب حضرت سرور کائنات و صحابہ اخیار و آل اطہار و اولیائے کبار بہرہ یاب ہووے۔ یہ امر تو صاف واضح ہے کہ مرد کامل کی قبولیت کا وقت ہمیشہ کے واسطے جاری رہتا ہے۔ تقرری عیدین و عشرہ ذی الحجہ و عشرہ محرم و ربیع الاوّل و ربیع الثانی و عشرہ اخیر رمضان شریف شہدائے عدول ہیں۔ اور جس کی اصل مباح ہو اوسکا ایفاء واجب ہے پس اگر کوئی مقرر کر لیوے کہ یازدہم اسقدر دیا کروں گا۔ ایفاء وعدہ اوس کے ذمّہ واجب ہے۔ وَاَوْفُوْا بِالْعَھْدِ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔ کذا

یَا شَیْخ عَبْدُ الْقَادِرْ جِیلَانِی شَیْئًا لِلّٰہ حسب فرمودۂ جناب غوثیہ عالیہ موجب کشف کرامات و قضاء حاجات ہے۔ یہ مسئلہ اس قابل نہیں کہ علماء غیر راسخین سے دریافت کیا جاوے۔ اور جن علماء نے شیئًا للہ کے لفظ میں بحث کی ہے۔ وہ یا شیخ کے لفظ ندا میں خاموش ہیں۔ اون کو دھوکھا یہ ہوا کہ لام برائے حاجت ہے۔ خدا کو کسی چیز کی حاجت نہیں۔ وہ غنی مطلق ہے۔ تو وہ خدشہ اس کلمہ میں ہے جو جملہ عالم میں رایج ہے۔ جیسا کہتے ہیں خدا واسطے

کپڑا دو یا روٹی دو یا روپیہ دو۔ اگر موجب خیال اون معترضین کے اعتقاد کیا جاوے تو کوئی عامی و خاصی یہ زبان پر نہ لاوے کہ خدا کے واسطے یہ چیز دو۔ اس کلمہ میں کل عالم گرفتار ہے۔ مانعین خود ہر موقعہ و محل میں یہی کلمہ بولتے ہیں حالانکہ علامہ شامی نے اس کی تردید کما حقہ کردی ہے کہ یہ غلطی ہے نا فہموں کی۔ کیونکہ معنے اس کلمہ کے یہ ہیں کہ کوئی چیز برائے اکرام اللہ دو۔ اور مسلمان کی کلام کا محل احسن خیال کیا جاوے نہ ایسا کہ جس سے معنے کفر کے پیدا ہوں۔ خلاصہ یہ کہ جب یہ کلمہ مشائخ کرام اپنے تلامذہ و مریدوں کو برائے کشف کرامات بطریق معہود فرماتے ہیں۔ اور حضرت غوث پاک قدس اللہ سرہ نے خود ارشاد فرمایا ہے تو پھر مقام قیل و قال کا نہیں رہا۔ اگر کوئی خدشہ کرے تو معلوم ہوا کہ وہ ان سب مشائخ خصوصاً حضرت شیخ قدس سرہ کا معاند و مخالف ہے۔ اور اسکا کلام واہی تصور کیا جائے۔

عذر قابل التوجہ

یہ کوئی خیال نفرماوے کہ مدح حضرت غوث پاک کی موجب توہین باقی اولیاء اللہ کی ہووے۔ معاذ اللہ استغفر اللہ یہ نیازمند کل اولیاء اللہ کا ہے مطلب یہ تھا کہ جو کچھ بہجت الاسرار یا فتح المبین سید ظہیر الدین میں ہے۔ وہ اُردو میں بیان کردوں۔ اور حسب تِلْكَ الرُّسُلُ فَضَّلْنَا بَعْضَهُمْ عَلٰى بَعْضٍ ایک کی تفضیل سے تحقیر دوسرے کی لازم نہیں آتی۔ ایسا نہو کہ کوئی ناواقف حسد یا بغض دل میں رکھے۔ سب اولیاء مقتداء امام ہیں۔ بندہ سب کا حلقہ بگوش ہے ❊

مدح حضرت غوث اعظم قدس اللہ سرہ از انفاس مولوی غلام قادر عفی عنہ

کہوں کیا میں تعریف اوس شہ زبان کی
ولایت ہوا وںکی زمین اور زمان کی

قدم پر قدم ہیں ولایت نبی کے
ولایت ملی اونکو اس جاہ و شان کی

جو غوث الوریٰ ہو گئے وہ ازل سے
پناہ ہیں وہ سبکی و جان اس جہان کی

خدا کے ہیں محبوب ایسے پیارے
رسائی نہیں فہم و وہم و گمان کی

وہ شہباز ہیں گے شہ لامکان کے
نہ حاجت ہے شمشیر و تیر و کمان کی

مطیع اونکے اقطاب اغواث کل ہیں
سیادت ہے کل عالمین اور مکان کی

امام حسن رضؓ نے خلافت کو چھوڑا
عوض میں عطا ہے ولایت جہان کی

وہ ہیں واسطہ اور حسن رضؓ فاتحہ ہیں
ہوئی خاتمہ مہدی آخر زمان کی

کرامات اونکی تواتر سے ثابت
نہ حاجت رقم کی نہ حاجت بیان کی

جہان میں ابھی تک تصرف ہے اونکا
شہادت ہے جب کی ہیبت و شان کی

وہ ہیں غوث اعظم وہ ہیں قطب عالم
قیامت میں ہوگی امارت وہاں کی

وہ ہیں ساقی حوض کوثر کے دلبند
بجھاوینگے آتش ہیں تشنگان کی

تفاخر ہے از بس غلاموں کو اونکے
نظر رکھتے ہیں جن پہ سر جہان کی

سگ شاہ جیلاں ہے دور و نہیں ایسا
کہ دیتی ہے ذم جب شیر ثیان کی

ابوبکر صدیق رضؓ و فاروق اعظم
حیا وار عثمان رضؓ سے نسبت ہو جانکی

نسب میں حسب میں ہیں سب کے جگر بند
نہیں راہ اسمیں جنیں اور چنان کی

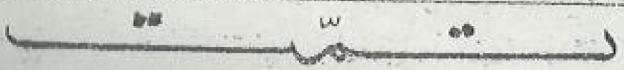
خصائل میں سب کے ہیں مجموعہ ایسا
ہدایت ہوئی جسمیں پیر و جوان کی

روافض خوارج یہود و نصارے	ہوئی سب پہ تاثیر اُن کی زبان کی
مریدوں کا طومار حق نے دیا ہے	قیامت تلک شرح سب کی عیان کی
یہ وعدہ کیا حق نے حضرت سے پختہ	کہ ماوائے وملجاء اونہوں کی جنان کی
یہ سب کچھ ہی جنت میں جاکر کے دیکھو	نہ حاجت ہے تکرار و بحث و بیان کی

سلسلہ قادریہ بواسطہ اہل بیت نبوی ؐ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الٰہی بحرمت حضرت رسالت پناہ احمد مجتبےٰ محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم۔ الٰہی بحرمت امیر المومنین مرتضےٰ علی کرم اللہ وجہہٗ۔ آلٰہی بحرمت امام حسن و حسین شہید دشت کربلا رضی اللہ تعالیٰ عنہ آلٰہی بحرمت امام زین العابدین رضی اللہ تعالیٰ عنہ آلٰہی بحرمت امام محمد باقر رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ آلٰہی بحرمت امام جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ آلٰہی بحرمت امام موسیٰ کاظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ آلٰہی بحرمت امام علی رضا رضی اللہ عنہ۔ آلٰہی بحرمت خواجہ معروف کرخی قدس اللہ سرہ العزیز۔ آلٰہی بحرمت خواجہ سری سقطی قدس اللہ سرہ العزیز۔ الٰہی بحرمت خواجہ جنید بغدادی قدس اللہ سرہ العزیز۔ آلٰہی بحرمت حضرت ابوبکر عبداللہ شبلی قدس اللہ سرہ العزیز آلٰہی بحرمت حضرت شیخ ابوالعباس احمد قدس اللہ سرہ العزیز آلٰہی بحرمت حضرت شیخ احمد عبدالعزیز یمنی قدس اللہ سرہ العزیز۔ آلٰہی بحرمت حضرت شیخ یوسف بن طرطوسی قدس اللہ سرہ العزیز۔ آلٰہی بحرمت حضرت شیخ ابوالحسن علے القریشی قدس اللہ سرہ العزیز۔ آلٰہی بحرمت حضرت شیخ قطب الاقطاب غوث الاسلام ابوسعید مبارک مخزومی قدس اللہ تعالےٰ سرہ العزیز۔ آلٰہی بحرمت حضرت شیخ قطب الاقطاب غوث الثقلین میر سید محی الدین ابو محمد عبدالقادر جیلانی قدس اللہ سرہ العزیز۔ آلٰہی بحرمت حضرت شیخ عبدالرزاق قدس اللہ تعالےٰ سرہٗ العزیز ؁



اشتہار

مولوی عبدالعزیز ملتانی پڑہاری نے کتاب کوثر النبی میں لکھا ہو کہ کتاب غنیۃ الطالبین تصنیف حضرت پیر دستگیر قدس سرہ کی نہیں ہے۔ مؤلف اسکا شیخ عبدالقادر دوسرا ہے۔ اھ اور ایسا ہی دیوان عربی جو منسوب بسوئے حضرت شاہ ولایت ہے وہ بھی دہوکھا ہے۔ شیخ محی الدین عربی قدس سرہ جلد ۴ فتوحات میں لکھتے ہیں کہ علی بن ابیطالب قیروانی کے یہ اشعار ہیں۔ جو بنام حضرت شاہ ولایت نامزد ہو رہے ہیں۔ اور ایسا ہی فقہ اکبر امام اعظم رح کی اور ہے۔ اور مشہور فقہ اکبر دوسرے کی تصنیف ہے۔ جو مشہور ہے غلط ہے۔

نوٹ۔ علاوہ اس کتاب کے چند کتابیں مصنفہ جناب مولنا مولوی عبدالقادر صاحب معروف بہ مولوی غلام قادر صاحب مرحوم حنفی قریشی ثم چشتی نظامی میرے پاس موجود ہیں۔ نماز حضوری نور تی ۔۔ نماز حضوری ضروری۔ جوہر ایمانی سرقرآنی ۔ رسالہ علم غیب۔ عکازہ وصیانۃ جنازہ۔ رسالہ اثبات نماز

صفت بہجت ۔ آپکا قول مبارک کُلُّ وَلِیٍّ عَلٰی قَدَمِ نَبِیٍّ وَاَنَا عَلٰی قَدَمِ جَدِّیْ صلعم وَمَا رَفَعَ الْمُصْطَفٰی صلعم قَدَمًا اِلَّا وَضَعْتُ اَنَا قَدَمِیْ فِی الْمَوْضِعِ الَّذِیْ رَفَعَ قَدَمَہٗ اِلَّا اَنْ یَّکُوْنَ قَدَمًا مِنْ اَقْدَامِ النُّبُوَّةِ فَاِنَّہٗ لَا سَبِیْلَ اَنْ یَّنَالَہٗ غَیْرُ نَبِیٍّ ۔ یعنی ہر ایک ولی بر قدم ایک نبی کے ہوتا ہے اور میں بر قدم اپنے جد پاک صلعم کے ہوں ۔ اور حضرت مصطفٰے صلعم نے کوئی قدم نہیں اوٹھایا مگر میں نے اپنا قدم وہاں جمایا مگر قدم از اقدام نبوت کہ اوسکے پانیکا رستہ نبی کے سوا دوسرے کو نہیں ملتا ۔ اس عبارت رسالہ میں واضح ہو گیا ہے کہ سعی بر قدم و بر قلب کے یہ ہیں کہ تابع جامع علوم و حقایق و معارف متبوع کا ہوتا ہے اگر اتباع کثیر ہیں تو جملہ مجموعہ جامع علم متبوع کے ہوونگے ۔ اور اگر واحد ہے تو وہی فرد کامل جامع حقایق و معارف اپنے متبوع کا ہوویگا پس حضرت غوث پاک قدس سرہ نے اپنا حال بیان فرمایا ہے کہ وراثت نبی کریم صلعم کی مجھکو ملی ہے اور میں جامع اون علوم کا ہوں شیخ عبدالکریم جیلی قدس سرہ و قدوة المحققین شیخ محی الدین عربی قدس سرہ فرماتے ہیں کہ علوم حضرت صلعم کے بے نہایت ہیں کسی حد پر واقف نہیں سو وارثان محمدی کو باتباع حضرت صلعم کے بے نہایت علم عطا ہوتے ہیں اکثر عوام کو شبہ ہوتا ہے کہ تابع کا علم متبوع سے زیادہ نہیں ہوتا تو اولیا امت کے علوم انبیاء کرام کو نہیں حاصل کر سکتے حضرت شیخ ابن عربی قدس سرہ نے بیان فرمایا کہ وزیر بادشاہ کا دربار میں کھڑا رہتا ہے اور خادم خاص وسکا بھی اوسکے ساتھ ہی بطور تبعیت کے پاس وزیر کے استادہ ہوتا ہے اور دوسرے منصب والے اپنے اپنے مقامات معینہ میں قائم ہیں ۔ یہ وارث قریب بادشاہ کے ہے جو یہ سنتا ہے دور والے نہیں سنتے اونکو اگر حکم بادشاہی ملیگا تو بطور فرمان تحریری کے ملیگا ۔ اور اُس وارث کو جو اسرار حاصل ہونگے اونکے افشاء راز کی ضرورت نہیں ہے جب حضرت صلعم کے علوم کی نہایت نہیں تو وارث بھی علم الدنیا اقتباس سے ۔ قول حضرت کا قَدَمِیْ ہٰذِہٖ عَلٰی رَقَبَةِ کُلِّ وَلِیِّ اللہِ یعنی یہ میرا قدم ہر ایک ولی اللہ کی گردن پر ہے واللہ اعلم اسرار و رموز اس کلام جلیلہ میں کیا کیا مستور ہیں کلام غوث کو غوث ہی جانتے ہیں مثل ہے ہر نبی را نبی شناسد ۔ و ولی را ولی ۔ جس شان کا بادشاہ ہوتا ہے اوسی شان کا بادشاہ اوسکے کلام سمجھتا ہے ۔ اگر در خانہ کس است ۔ یک حرف بس است پس جب حضرت شیخ قدس سرہ قدم بر قدم حضرت صلعم کے ہیں تو یہ قدم مبارک فوق الرقاب ہی متصور ہوویگا ۔ نہ پست ۔

ابیات

سلوک و عشق و جذبات الٰہی — کہ ذوق عارفاں باشد کماہی
چہ داند کس کہ ذوقش نا چشیدہ — شنیدہ کے بود مانند دیدہ
کہ غوثاں را بجز غوثاں ندانند — ولیاں را ولیاں ہم شناسند
اگر از غوث کس آگاہ بودے — بسرش راہ در درگاہ بودے
شنیدہ آں کلامے کاں شنیدہ — و دیدے آں لقای کان بدیدہ
شنیدہ کس چہ گوید راز پنہاں — مر آں رازیکہ گوید شاہ پنہاں
عوام الناس یکہ حرف کافی است — شمارا غوث اعظم عون و پشت

۱۳۲۸